سی ایچ آر آئی
2015

101 باتیں جو آپ پولیس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں، لیکن پوچھنے سے گھبراتے ہیں۔

سی ایچ آر آئی
کامن ویلتھ ہیومن رائٹس انیشیٹیو
دولت مشترکہ کے ممالک میں حقوق انسانی کے عملی حصول کے لیے

کامن ویلتھ ہیومن رائٹس اینیشیٹیو (CHRI)

کامن ویلتھ ہیومن رائٹس اینیشیٹیو (CHRI) ایک آزاد، غیر جانبدار، غیر سرکاری تنظیم ہے۔ جسے دولت مشترکہ کے ممالک میں حقوق انسانی کو عام طور پر رائج کرنے کا کام دیا گیا ہے۔ سال 1987 میں دولت مشترکہ کے کئی ماہر ایسوسی ایشن نے مل کر اس کی بنیاد رکھی ہے۔ ان کا یہ ماننا ہے کہ دولت مشترکہ نے اپنے ممبر ممالک کو ایسے اقدار و قوانین مہیا کئے ہیں، جن سے کہ حقوق انسانی کو فروغ مل سکے، حالانکہ خود دولت مشترکہ میں حقوق انسانی کے معاملات پر مزید دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

سی ایچ آر آئی کا مقصد دولت مشترکہ کے ممبر ممالک کے درمیان کامن ویلتھ ہرارے کے ضوابط، یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس اور دیگر بین الاقوامی سند یافتہ حقوق انسانی کے وسائل اور دیگر ملکی وسائل کے بارے میں بیداری پیدا کرنا اور اس کو فروغ دینا ہے۔

اپنی رپورٹوں اور میقاتی جانچوں کے ذریعے سی ایچ آر آئی دولت مشترکہ ممالک میں حقوق انسانی کی ترقی اور اس میں آنے والی مشکلوں کے سلسلے میں مسلسل توجہ دلاتی رہتی ہے۔ حقوق انسانی کے استحصال کو روکنے اور اس کے حل کے طور پر سی ایچ آر آئی، کامن ویلتھ سکریٹریٹ، ممبر حکومتوں اور عوامی تنظیموں کو اس طرف توجہ دلاتی رہتی ہے۔ اپنے عوامی تعلیمی پروگراموں، قوانین سے متعلق مذاکرات، موازناتی ریسرچ، حمایت اور نیٹ ورکنگ کے ذریعے سی ایچ آر آئی کا مقصد اپنے اولین مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ابھارنا ہوتا ہے۔

سی ایچ آر آئی کی اسپانسر تنظیموں کا نیٹ ورک اسے ایک قومی اور بین الاقوامی پہچان دیتا ہے۔ یہ ماہر تنظیمیں اپنے ایجنڈے میں حقوق انسانی کے ضوابط کو شامل کر کے عوامی پالیسی بنانے کے لیے راہ ہموار کرسکتی ہیں، اور حقوق انسانی کی اطلاع، اس کے ضوابط، اور اس کی نشریات میں ایک ذریعہ بن سکتی ہیں۔ یہ تنظیمیں علاقائی سطح پر معلومات فراہم کرتی ہیں، پالیسی سازوں تک پہنچ بناتی ہیں، اہم مسائل کو اجاگر کرتی ہیں، اور حقوق انسانی کو بڑھاوا دینے کے لیے ایک ذریعے کے طور پر کام کرتی ہیں۔

بھارت میں سی ایچ آر آئی کا دفتر نئی دہلی میں ہے، اس کے علاوہ لندن، یوکے، اکرا، گھانا میں بھی اس کے دفتر ہیں۔

بین الاقوامی مشاورتی کمیشن: یشپال گھئی۔ چیئر پرسن۔ ممبران: سیم اوکوزیٹو، ایلیسن ڈکسبری، نیوائل لنٹن، وجاہت حبیب اللہ، وویک مارو، ایڈورڈ مورٹیمر، ماجا دارووالا۔

انتظامیہ کمیٹی (بھارت): وجاہت حبیب اللہ۔ چیئر پرسن۔ ممبران: بی کے چندر شیکھر، تتن دیسائی، سنجے ہزاریکا، کمل کمار، پونم متریجا، روما پال، جیکب پونوز، اے پی شاہ، ماجا دارووالا۔

انتظامیہ کمیٹی (گھانا): سیم اوکوزیٹو۔ چیئر پرسن۔ ممبران: اکوٹو امپاؤ، کوفی کواشیگاہ، یشپال گھئی، وجاہت حبیب اللہ، نیوائل لنکٹن، جولیئٹ تواکلی، ماجا دارووالا۔

انتظامیہ کمیٹی (یوکے): نیوائل لنکٹن۔ چیئر پرسن۔ ممبران: رچرڈ بورن، مناکشی دھر، کلیر ڈوب، فرانسیس ہیریسن، ڈیریک انگرام، ریتا پین، پورنا سین، سید شرف الدین، جوئے سلوا، مائیکل اسٹون۔

☆ دولت مشترکہ صحافی اسوسی ایشن، دولت مشترکہ وکلاء اسوسی ایشن، دولت مشترکہ قانونی تعلیمات اسوسی ایشن، دولت مشترکہ پارلیمانی اسوسی ایشن، دولت مشترکہ پریس یونین اور دولت مشترکہ نشریات اسوسی ایشن۔

ISBN: 81-88205-67-2

(c) کامن ویلتھ ہیومن رائٹس انیشیٹیو، 2009۔ ترجمہ و اشاعت ماہ دسمبر 2014

اس مواد کا استعمال کرنے کے لیے سی ایچ آر آئی کا اعتماد حاصل کرنا ہوگا۔

سی ایچ آر آئی ہیڈ کوارٹر، نئی دہلی
55A سدھارتھ چیمبرس
کالوسرائے، تھرڈ فلور
نئی دہلی۔ 110016
فون نمبر: 0200-4318-11-91+, 4318-0201
فیکس: 4688-2686-11-91+
info@humanrightsinitiative.org

سی ایچ آر آئی یونائیٹڈ کنگڈم،
انسٹی ٹیوٹ آف کامن ویلتھ اسٹڈیز
28، رسل اسکوائر، لندن WC1B 5DS
یو کے
فون نمبر: +44-0-207-862-8857
فیکس: +44-0-207-862-8820
chri@sas.ac.uk

سی ایچ آر آئی افریقہ
ہاؤس نمبر 9: سمورا مشیل،
اسٹریٹ اسائلم ڈاؤن،
بیورلی ہلس، ہوٹل کے مخالف سمت،
نزد ٹرسٹ ٹاورس، اکرا، گھانا
فون نمبر: +233-302-971170
فون/فیکس: +233-302-971170
chriafr@africaonline.com.gh
www.humanrightsinitiative.org

www.humanrightsinitiative.org

101 باتیں جو آپ پولیس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں، لیکن پوچھنے سے گھبراتے ہیں۔

مصنف: ماجا دارووالا/نواز کوتوال

ترجمہ: اسامہ خان، ابوالاعلیٰ سید سبحانی

یہ کتاب فرڈرک۔ناؤمن۔اسٹفٹنگ کے تعاون سے تیار کی گئی۔

مقدمہ

ہر روز ہمارا پولیس سے سابقہ پیش آتا ہے۔ ہم ان کو مختلف کاموں میں مصروف پاتے ہیں، جیسے کہ ٹریفک کو کنٹرول کرتے ہوئے، مخصوص لوگوں کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے، بھیڑ پر قابو پاتے ہوئے، لوگوں کو عدالت میں پیشی کے لیے لے جاتے ہوئے، ثبوت جمع کرتے ہوئے، تھانے میں شکایت درج کرتے ہوئے، یا علاقے میں مجرموں اور دہشت گردوں کو پکڑتے ہوئے۔ ہم اخبارات، ٹی وی اور لوگوں کی زبانی پولیس کے بارے میں بہت کچھ سنتے ہیں، پولیس کے سلسلے میں سب کی اپنی الگ الگ رائے ہوتی ہے اور اکثر اس کی تصویر بہت خوش کن نہیں ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت زیادہ تر لوگوں کی پولیس کے سلسلے میں معلومات بہت مختصر ہوتی ہیں۔

ہماری جمہوریت میں پولیس حکومت کے ایسے آلہ کار کے طور پر کام نہیں کرتی جسے کہ لوگوں کا استحصال کرنے، اور ان پر قابو پانے کے لیے طاقت اور وردی سے نوازا گیا ہو۔ بلکہ یہ اسی طرح ہے جیسے کہ آگ بجھانے والا دستہ یا محصولاتی خدمات کا شعبہ ہوتا ہے۔ اور قانون کے تحت ہی اس کی ذمہ داری ہے کہ ہم جیسے لوگوں کو تحفظ فراہم کرے، بیوروکریٹس کی طرح پولیس بھی عوام کی خادم ہے، جس کی خدمات کی اجرت بھی عوام کی جانب سے ادا کی جاتی ہے۔

جیسا کہ پولیس کے ہمارے تعلق سے کچھ فرائض ہیں، اسی طرح لوگوں کی بھی پولیس کے تعلق سے کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ایک ذمہ دار شہری کو نہ تو ان سے ڈرنا چاہئے، نہ ہی انہیں ناپسند کرنا چاہئے، اور ایسا بھی نہ ہو کہ صرف مشکل کے وقت میں لوگ پولیس کے پاس جائیں۔ قانون کے نفاذ کے لیے شہریوں اور پولیس کا ایک ساتھ کام کرنا ضروری ہے۔ یہ اہم ہے کہ پولیس کے کام کو اور اس کی مشکلات کو سمجھا جائے، جیسے کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کیسے کرتے ہیں، ان کی تنظیم کی شکل کیا ہے، اور ان کے اختیارات، ان کے فرائض، اور ان کے حدود کیا ہیں۔ یہ بھی اہم ہے کہ ہمیں اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں سے واقفیت ہو۔ تاکہ کوئی بھی چاہے وہ پولیس ہو، یا شہری، قانون کی خلاف ورزی نہ کر سکے، قانون کی حکمرانی کا یہی مطلب ہے۔

یہ مختصر سی کتاب پولیس کے بارے میں جاننے کے لیے ایک آسان اور اہم رہنما کتاب ہے۔ جب ہمارے پاس معلومات ہوں گی تب ہی ہم اعتماد کے ساتھ آواز اٹھا سکیں گے، اور جب ہم برائی رغلط کام کے خلاف آواز اٹھائیں گے، تب ہی حالات بدلیں گے۔ یہ کتاب اسی امید کے ساتھ شائع کی گئی ہے کہ لوگوں کے درمیان پولیس اور انسانی حقوق کی معلومات عام کی جائیں، اور لوگ ان معلومات کا استعمال بہتر پولیس خدمات حاصل کرنے کے لیے کرسکیں۔

1۔ پولیس فورس ہونے کے پیچھے کیا مقاصد ہیں؟

پولیس فورس کا مقصد عام شہری کو تحفظ کا احساس دلانا ہے۔ پولیس فورس کا کام سماج میں امن قائم کرنا، اور جرائم کی نشاندہی کرتے ہوئے اُسے روکنا ہے۔ ان کی موجودگی قانون کو نافذ کرنے والوں کی حیثیت سے ہے۔ ان کا کام اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ہر انسان بشمول پولیس فورس قانون کی پابندی کرے۔

2۔ پولیس کے کیا کیا کام ہیں؟

رنگے ہاتھوں پکڑا

پولیس فورس کی درج ذیل ذمہ داریاں ہیں:

اس کا کام جرائم کو روکنا، اس پر قابو پانا، اس کی نشاندہی کرنا اور جب کبھی کوئی جرم سرزد ہوجائے تو اس کی مناسب طریقے پر تفتیش کرنا ہے۔ پولیس کو کیس ثبوتوں اور حقائق کی بنیاد پر تیار کرنا چاہئے۔ جسے کہ وکیل استغاثہ (پراسیکیوٹر) کورٹ میں پیش کرے۔ پولیس فورس کی ذمہ داری ہے کہ وہ قانون کو کلی طور پر نافذ کرے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنے علاقے اور اس کے گردونواح کی معلومات اکٹھا کرے۔

3۔ پولیس کے اختیارات سے کیا مراد ہے؟

جانچ پڑتال

پولیس کے پاس مختلف اختیارات ہیں، جو قانون کے ذریعے انہیں دیئے گئے ہیں، اور انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانون کی پیروی کرتے ہوئے ان کا استعمال کرسکیں۔ اس لیے وہ گرفتار کرسکتے ہیں، تلاشی لے سکتے ہیں، غیر قانونی چیزیں ضبط کرسکتے ہیں، جرائم کی تحقیقات کرسکتے ہیں، گواہوں سے سوالات کرسکتے ہیں، مشتبہ افراد سے پوچھ تاچھ کرسکتے ہیں، غیر ضروری ہجوم کو منتشر کرسکتے ہیں، اس طرح وہ سماج میں لاء اینڈ آرڈر قائم کرتے ہیں۔ لیکن یہ تمام اقدامات پولیس فورس کو اسی طریقے پر کرنے ہوں گے جس طرح قانون کے ذریعے انہیں بتایا گیا ہے، اور وہ کوئی دوسرا راستہ اختیار نہیں کرسکتے۔ وہ اپنی خواہش یا مرضی کے مطابق کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ڈیوٹی میں غفلت اور طاقت کا غلط استعمال نظم وضبط کو درہم برہم کردے گا۔ اور یہ ایک جرم ہوگا، جس کے لیے پولیس آفیسر سزا کا مستحق ہوگا۔

4۔ کیا ہندوستان میں صرف ایک پولیس فورس ہے؟

نہیں۔ ہر صوبے کی اپنی الگ پولیس فورس ہے جسے اس صوبے کی حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ اس لیے ملک بھر میں متعدد پولیس فورس ہیں۔ البتہ جو پولیس ایسے صوبوں میں کام کرتی ہے جہاں پر مرکزی حکومت کا کنٹرول ہے جیسے راجدھانی دہلی، چنڈی گڑھ، پوڈوچیری، دمن ودیو، لکشدیپ، دادرانگر حویلی، انڈمان نکوبار، یہ مرکزی حکومت کے کنٹرول میں آتی ہے۔

5۔ نیم فوجی دستے کیا ہیں؟

نیم فوجی دستے جیسے کہ سنٹرل ریزرو پولیس فورس (سی آر پی ایف)، بارڈر سیکوریٹی فورس (بی ایس ایف)، آسام رائفلس، انڈو تبتن بارڈر پولیس (آئی ٹی بی پی) اور نیشنل سیکوریٹی گارڈ (این ایس جی) مسلح پولیس تنظیمیں ہیں، جن کو مرکزی حکومت کی مخصوص ذمہ داریوں کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ ان کی تشکیل فوجی نہج پر کی گئی ہے، اسی لیے انہیں نیم فوجی دستے کہا جاتا ہے۔ یہ نیم فوجی دستے شہری بدامنی، دہشت گردی مخالف ایکٹوٹیز اور فسادات کی صورت میں حالات پر قابو پانے کے لیے پولیس کی معاونت کرتے ہیں۔

6۔ کیا کوئی بھی پولیس آفیسر بن سکتا ہے؟

ہاں، کوئی بھی پولیس آفیسر بن سکتا ہے۔ لیکن، اس کو مخصوص عہدے کے لیے طے شدہ شرائط اور معیار پر پورا اترنا ہوگا۔ مثال کے طور پر، کانسٹبل کے طور پر بھرتی ہونے کے لیے کم سے کم ہائی اسکول پاس ہونا ضروری ہے۔ ایک سب انسپکٹر کے طور پر بھرتی ہونے کے لیے گریجویٹ ہونا ضروری ہے۔

7۔ ہم پولیس آفیسر کیسے بن سکتے ہیں؟

ایسی تین سطحیں ہیں جن پر آپ پولیس فورس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ صوبائی سطح پر آپ یا تو ایک کانسٹبل کے طور پر شامل ہو سکتے ہیں، یا اور اوپر جا کر ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ آف پولیس کے طور پر بھرتی ہو سکتے ہیں، یا آپ سب انسپکٹر کی سطح پر بھرتی ہو سکتے ہیں، اور پروموشن کے ذریعے بتدریج ایک ضلع کے انچارج کے طور پر سپریٹنڈنٹ آف پولیس تک بن سکتے ہیں۔

کانسٹبل اور سب انسپکٹر کی بھرتی کے لیے تحریری امتحان دینا ہوتا ہے۔ اگر آپ پاس ہو جاتے ہیں، تو پھر ایک جسمانی ٹسٹ لیا جاتا ہے۔ اگر آپ یہ دونوں امتحان پاس کر لیتے ہیں تو آپ کو انٹرویو کے لیے بلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ طبی جانچ کے مرحلے سے گزرتے ہیں، جس میں دیکھا جاتا ہے کہ آپ طبی طور پر فٹ ہیں یا نہیں۔ اور کامیاب ہونے پر ہی حتمی انتخاب ہوتا ہے۔

دوسری طرف آئی پی ایس افسران کی تقرری مرکزی سطح پر ہوتی ہے اور ان کے درجے یا تو ایڈیشنل یا نائب سپریٹنڈنٹ یا سپریٹنڈنٹ آف پولیس کے طور پر شروع ہوتے ہیں۔

8۔ آئی پی ایس کیا ہے؟

آئی پی ایس انڈین پولیس سروس کا مختصر نام ہے۔ جو بھارتی حکومت کی تین قومی پولیس سروسیز میں سے ایک ہے (دو اور سروسیز یہ ہیں: انڈین ایڈمنسٹریٹیو سروسیز اور انڈین فارسٹ سروسیز)۔ انڈین پولیس سروسیز کے ذریعہ ہی پولیس افسران کا انتخاب کیا جاتا ہے اور پورے ملک میں اونچے عہدوں پر کام کرنے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

9۔ میں انڈین پولیس سروسیز میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں؟

سب سے پہلے آپ کو یونین پبلک سروس کمیشن (UPSC) کے امتحان میں بیٹھنا ہوتا ہے۔ امتحان کی تاریخ اور جگہ کے اعلانات وقتاً فوقتاً علاقائی و قومی اخبارات میں شائع کیے جاتے ہیں۔ اگر آپ اس میں پاس ہو جاتے ہیں تو آپ مین امتحان میں بیٹھ سکتے ہیں۔ اگر آپ مین تحریری امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں تو بورڈ آپ کا انٹرویو لیتا ہے۔ جب آپ کا انتخاب ہو جاتا ہے تب آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کس مرکزی خدمت میں شامل ہونا چاہیں گے۔ جیسے کہ بیرون ملک خدمات، ایڈمنسٹریٹیو سروس، پولیس سروسیز، یا ریوینو یا محکمہ جنگلات۔ اگر آپ ممتاز نمبرات سے کامیاب ہوئے ہیں تو آپ کو آپ کی پسند کے ڈپارٹمنٹ میں شامل ہونے کا موقع ملے گا۔ کیونکہ مختلف سروسیز میں بھرتی قابلیت اور اہلیت کی بنیاد پر ہی ہوتی ہے۔

10۔ ایک آئی پی ایس افسر کے طور پر مجھے کس طرح کی ٹریننگ ملے گی؟

ہندوستانی پولیس سروس میں آپ کو لال بہادر شاستری ایڈمنسٹریٹیو اکیڈمی، مسوری میں بنیادی ٹریننگ حاصل کرنی ہوگی، اس کے بعد قومی پولیس اکیڈمی، حیدرآباد میں بنیادی ٹریننگ کورس ہوتا ہے۔ اس کے بعد سروس کے دوران بھی وقتاً فوقتاً ٹریننگ دی جاتی ہے۔

11۔ دوسرے رینک کے افسران کو کس طرح کی ٹریننگ دی جاتی ہے؟

انہیں جسمانی مشقت کی ٹریننگ، اسلحوں کے استعمال کی ٹریننگ، فوری طبی امداد کی ٹریننگ، فسادات پر قابو پانے کی ٹریننگ اور غیر مسلح مقابلوں کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ انہیں کلاس روم کے ذریعہ مختلف فوجداری قوانین کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ انہیں اس بات کی بھی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ کس طرح ایک جرم کی جانچ پڑتال کی جائے، بھیڑ کو کس طرح قابو کیا جائے اور ڈیوٹی کے دوران سامنے آنے والے مختلف حالات سے کیسے نپٹا جائے۔

12۔ ملک بھر میں کتنے پولیس تھانے ہیں؟

جنوری 2013 کے مطابق ملک بھر میں 14360 / پولیس تھانے ہیں، جن میں 502 /خواتین پولیس تھانے ہیں۔

13۔ کیا ہمارے پاس ضرورت کے مطابق پولیس افسران موجود ہیں؟

نہیں! اقوام متحدہ کے معیار کے مطابق ہر ایک لاکھ کی آبادی پر 230 / پولیس ہونے چاہئیں۔ لیکن ہندوستان میں ہر ایک لاکھ کی آبادی پر صرف 136 / پولیس والے ہیں۔ یہ کسی ملک کا سب سے کم پولیس اور آبادی کا تناسب ہے۔ پولیس ڈپارٹمنٹ میں متعدد پوسٹ خالی ہوتے ہوئے بھی ان پر لمبے عرصے تک بھرتی نہیں کی جاتی۔ حالانکہ پولیس والوں کی منظور شدہ تعداد 22 لاکھ ہے۔ لیکن صرف 16.6 لاکھ اس وقت سروس میں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 24.8 فیصد پولیس طاقت کی کمی ہے۔ تاہم ان اعداد وشمار سے صحیح تصویر کا پتہ نہیں چلتا ہے، کیونکہ چھوٹے شہروں کے مقابلے میں بڑے شہروں میں زیادہ پولیس والے تعینات ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ زیادہ تر پولیس افسران کی ڈیوٹی چند مخصوص افراد کے تحفظ کے لیے لگادی جاتی ہے۔ ایڈمنسٹریٹیو اور ٹریفک کے کاموں کے لیے بھی متعدد پولیس والوں کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ نتیجہ کے طور پر جرائم کی روک تھام، جانچ پڑتال اور لا اینڈ آرڈر بنائے رکھنے کے لیے پولیس والوں کی کمی پڑ جاتی ہے۔

14۔ کیا پولیس فورس میں خواتین بھی ہیں؟

ہاں۔ لیکن یہ کل پولیس فورس کا صرف پانچ فیصد ہیں۔ تمام صوبوں کے مقابلے میں صرف مہاراشٹر میں سب سے زیادہ خواتین پولیس افسران ہیں۔

15۔ کیا خواتین پولیس افسران کی ذمہ داریاں مختلف ہوتی ہیں؟

نہیں۔ جہاں تک قوانین کی بات ہے تو خواتین پولیس افسران کی ڈیوٹی بھی مرد پولیس افسران کی طرح ہی ہے۔ لیکن خواتین پولیس افسران کی پوسٹنگ خواتین پولیس تھانوں میں ہی کی جاتی ہے۔

16۔ کیا پولیس فورس کی بھرتی میں کسی خاص طرح کا ریزرویشن یا کوٹہ بھی ہوتا ہے؟

ہاں۔ ہر صوبے میں پسماندہ ذاتوں (جنوری 2013 کے مطابق یہ کل پولیس فورس کا 10.66 فیصد ہیں)، پسماندہ قبائل (8.53 فیصد)، اور دیگر پسماندہ طبقات (16.94 فیصد) کی بھرتی کے لیے مخصوص کوٹے ہیں۔ ان طبقوں کے لوگوں کی بھرتی کے لیے مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے اپنے اپنے قوانین ہیں۔ لیکن اقلیتوں اور عورتوں کے لیے کوئی مخصوص ریزرویشن نہیں ہے۔ پولیس فورس میں مسلمان کل آئی پی ایس افسران کا 4 فیصد ہیں، اور کل کانسٹبل کی تعداد کا تقریباً 6 فیصد ہیں۔

ڈی جی پی

17۔ پولیس فورس میں پسماندہ طبقات کے لوگوں، عورتوں، مسلمانوں، عیسائیوں، قبائلیوں اور دیگر کا شامل کیا جانا کیوں ضروری ہے؟

یہ ضروری اس لیے ہے کہ پولیس فورس میں مرد و خواتین اور مختلف مذاہب، طبقات کے لوگوں کی نمائندگی اچھے تناسب میں ہو۔ اس سے مختلف قومی و سماجی رکھ رکھاؤ اور تہذیب کی سمجھ پیدا ہوتی ہے، اور بدگمانی دور ہوتی ہے۔

آئی جی پی

18۔ مجھے کیسے پتہ چلے کہ کوئی آدمی پولیس افسر ہے یا کوئی اور افسر؟

پولیس افسران نمایاں طور سے خاکی یا نیلی وردی میں ہوتے ہیں، ساتھ ہی ٹوپی، بیلٹ اور کندھے پر بیج لگا ہوتا ہے، جو کہ ان کے عہدے اور متعلقہ پولیس فورس کی نشاندہی کرتا ہے۔ پولیس افسر کے سینے پر اس کے نام کی پٹی بھی لگی ہوتی ہے۔

ڈی آئی جی

19۔ پولیس فورس میں کون کون سے عہدے ہوتے ہیں؟

کانسٹبل پولیس عہدوں کی سیڑھی کا پہلا پائیدان ہوتا ہے، یہاں سے عہدے اوپر کی طرف بڑھتے ہیں، جیسے کہ ہیڈ کانسٹبل (HC)، اسسٹنٹ سب انسپکٹر (ASI)، سب انسپکٹر (SI)، انسپکٹر (IP)، اسسٹنٹ/ ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ آف پولیس (ASP/DySP)، ایڈیشنل سپرینٹنڈنٹ آف پولیس (Addl.SP)، سپرینٹنڈنٹ آف پولیس (SP)، سینئر سپرینٹنڈنٹ آف پولیس (SSP)، ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس (DIG)، انسپکٹر جنرل آف پولیس (IGP)، اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل آف پولیس (ADG)، اور سب سے اوپر ڈائرکٹر جنرل آف پولیس (DGP)۔

ایس ایس پی

20۔ بیٹ کانسٹبل کیا ہوتے ہیں؟

بیٹ کانسٹبل وہ نہیں ہوتا جو آپ کو مار سکتا ہے! آپ کو جاننا چاہئے کہ کسی بھی پولیس والے کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ کسی کے ساتھ طاقت کا استعمال کرے۔ الا یہ کہ کوئی گرفتاری کی مخالفت کر رہا ہو یا بھاگنے کی کوشش کر رہا ہو۔ کسی پولیس افسر کو بیٹ پولیس افسر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا ایک مخصوص علاقہ یا رُوٹ ہوتا ہے، جس پر وہ خود یا کبھی کبھی دوسرے پولیس افسر کے ساتھ گشت لگاتا ہے، تاکہ اس چیز کی نگرانی کر سکے کہ اس مخصوص علاقے میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے اور کوئی مشتبہ سرگرمی نہیں ہے۔ رات میں پولیس والے گشت کے دوران کبھی کبھی آوازیں لگاتے ہیں یا لاٹھی بجاتے ہیں، تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ وہ گشت پر ہیں۔

21۔ کیا سبھی پولیس افسران سبھی طرح کی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں؟

نہیں۔ کانسٹبل کے عہدے سے لے کر ڈی جی پی کے عہدے تک سبھی پولیس افسران کی مختلف ذمہ داریاں ہوتی ہیں، یہ ذمہ داریاں ہر صوبے کے اپنے پولیس مینول میں لکھی ہوتی ہیں۔ ایک جونیئر افسر اُن خدمات کو انجام نہیں دے سکتا جو ایک سینئر افسر کو دی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک سب انسپکٹر (SI) ان خدمات کو انجام نہیں دے سکتا جو ایک سپریٹنڈنٹ آف پولیس (SP) کے لیے متعین کی گئی ہیں، لیکن سینئر عہدیدار افسران ان خدمات کو انجام دے سکتے ہیں جو کہ ایک نچلے عہدے کے پولیس افسر کے لیے طے ہیں۔

22۔ کیا کوئی ٹریفک پولیس افسر مجھے ٹریفک جرائم کے علاوہ کسی اور جرم میں گرفتار کرسکتا ہے؟

ہاں۔ ایک ٹریفک پولیس والا بھی پولیس کا افسر ہی ہوتا ہے جسے کہ ٹریفک کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کی خدمات دی جاتی ہیں۔ اگر وہ آپ کو کوئی جرم کرتے ہوئے پاتا ہے تو وہ آپ کو کسی بھی دوسرے پولیس افسر کی طرح یا ایک غیر سرکاری عام شہری کی طرح یہ اختیار رکھتا ہے کہ گرفتار کرے۔

23۔ سی آئی ڈی کیا ہوتے ہیں؟

سی آئی ڈی کا مطلب ہوتا ہے جرائم کی جانچ پڑتال کا ڈپارٹمنٹ (Criminal Investigation Department)۔ کبھی کبھی اسے اسپیشل برانچ یا جانچ کا شعبہ (Investigative Branch) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ صوبائی پولیس کی جانچ کرنے والی ایجنسی ہوتی ہے۔ ان کو سنگین جرائم جیسے کہ دھوکہ دھڑی، بے ایمانی، گروہی تصادم، اور ریاستوں کے درمیان ہونے والے جرائم کی جانچ کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔

24۔ کیاسی آئی ڈی پولیس سے مختلف ہے؟

نہیں۔سی آئی ڈی افسران کا انتخاب پولیس افسران ہی میں سے کیا جاتا ہے۔

25۔ پولیس فورس کا انچارج کون ہوتا ہے؟

ہر صوبے میں تمام پولیس فورس کا ایک اعلیٰ افسر ہوتا ہے جسے ڈائرکٹر جنرل آف پولیس کہتے ہیں، یا تخفیف کے ساتھ ڈی جی پی کہا جاتا ہے۔ یہ سب سے بڑا افسر ہوتا ہے، حالانکہ ڈی جی پی کو بھی حکومت کو رپورٹ کرنی ہوتی ہے۔ مرکزی یا صوبائی سطح پر اسے ہوم منسٹر یا ہوم ڈپارٹمنٹ کو رپورٹ کرنی ہوتی ہے۔

26۔ ڈی جی پی کو کسی وزیر کو کیوں رپورٹ کرنی ہوتی ہے؟

ہر حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو تحفظ کا احساس دلائے، ہم اپنی زندگی کو محفوظ تصور کریں، اپنے خاندان اور اپنی ذاتی ملکیت کو محفوظ تصور کریں۔ حکومت یہ ذمہ داری پولیس کو دیتی ہے، اس لیے پولیس کو حکومت کو یہ رپورٹ کرنا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی پوری کر رہی ہے، بدلے میں حکومت کی بھی یہ عوامی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس بات کی یقین دہانی کرائے کہ پولیس ایماندار ہے، عادلانہ ہے اور اپنا کام قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے بخوبی کر رہی ہے۔ اور کسی من گھڑت طریقے پر یا اپنی مرضی کے مطابق نہیں چل رہی ہے۔

27۔ پولیس نظام کے لیے پیسے کون مہیا کراتا ہے؟

پولیس کے نظام کو چلانے کے لیے پیسوں کا انتظام عوام سے وصول کیے گئے ٹیکس کے پیسوں سے ہوتا ہے۔ تنخواہ کا انتظام صوبائی اور مرکزی حکومتوں میں بجٹ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ لیکن حتمی طور پر یہ ٹیکس ادا کرنے والے لوگوں کا ہی پیسہ ہوتا ہے۔

28۔ پولیس کو اپنے کاموں کے لیے پیسے کہاں سے ملتے ہیں؟

ہر صوبے کے بجٹ میں پولیس خدمات کے لیے مخصوص طور پر فنڈ کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ پولیس کو رقم اس بجٹ کے ذریعے ہی ملتی ہے۔

29۔ بجٹ کو کون منظور کرتا ہے اور اس کا بڑا حصہ کس مد میں خرچ کیا جاتا ہے؟

بجٹ صوبائی اسمبلی منظور کرتی ہے، مرکزی حکومت کے زیر انتظام ریاستوں میں اس بجٹ کو پارلیمنٹ منظور کرتی ہے۔ سب سے پہلے پولیس کے ایڈمنسٹریٹیو سیکشن کے ڈی جی کے ذریعے ایک ڈرافٹ تیار کیا جاتا ہے، پھر یہ ڈرافٹ ڈی جی پی کو منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ وہاں سے یہ ہوم ڈپارٹمنٹ جاتا ہے پھر وزارتِ مالیات اسے کابینہ کے پاس صوبائی بجٹ میں منظوری کے لیے بھیج دیتی ہے، بالآخر یہ مذاکرے کے لیے قانون ساز اسمبلی میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اس اسمبلی میں مذاکرے کے بعد سال کا پولیس بجٹ منظور ہوتا ہے۔ صوبائی بجٹ میں پولیس نظام کے لیے منظور کی گئی رقم کا بڑا حصہ تنخواہوں پر خرچ ہوتا ہے، اخراجات کی دوسری مد ٹریننگ، جانچ پڑتال، بنیادی ڈھانچہ، رہائش وغیرہ ہیں۔

30۔ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ پولیس کو دیا گیا پیسہ صحیح طور سے خرچ ہو رہا ہے؟

پولیس کے ذریعہ خرچ کی گئی سالانہ رقم اور پولیس کے کھاتے کی جانچ کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل (CAG) کے ذریعے کی جاتی ہے۔ان کھاتوں کی تفصیلات پارلیمنٹ اور صوبوں کی قانون ساز اسمبلی میں پیش کی جاتی ہیں۔جب ان کی جانچ ہو جاتی ہے تو یہ تفصیلات ہوم یا پولیس ڈپارٹمنٹ کی ویب سائٹ یا پارلیمنٹ کی لائبریری میں دستیاب ہوتی ہیں۔ پولیس کے سالانہ اخراجات کو پتہ کرنے کے لیے آپ آر ٹی آئی کا بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ چونکہ پولیس نظام ٹیکس ادا کرنے والوں کے پیسوں ہی سے چل رہا ہے، یعنی آپ کے ہی پیسوں سے، اس لیے آپ کو اس بات میں دلچسپی لینا چاہئے کہ یہ پیسہ صحیح مدوں میں خرچ ہو رہا ہے یا نہیں۔

31۔ پولیس نظام کس قانون کی بنیاد پر چلتا ہے؟

زیادہ تر صوبوں میں پولیس نظام پولیس ایکٹ 1861 کی بنیاد پر کام کرتا ہے۔ کچھ صوبوں کا اپنا الگ پولیس

ایکٹ ہے، لیکن تمام ہی پولیس ایکٹ بنیادی طور پر پولیس ایکٹ 1861 کی بنیاد پر ہی تیار کیے گئے ہیں۔ ابھی حال ہی میں کچھ صوبوں نے نئے پولیس قانون بنائے ہیں، اور کچھ نے اپنے ایکٹ میں نظر ثانی کی ہے۔ یہاں پر دوسرے کرمنل

قوانین بھی ہیں جیسے کہ کورٹ آف کرمنل پروسیجر (CRPC)، انڈین پینل کوڈ (IPC)، اور صوبائی قوانین، جو کہ پولیس نظام کو چلانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

32۔ پولیس ایکٹ میں کیا کہا گیا ہے؟

پولیس ایکٹ میں ان افعال کی نشاندہی کی گئی ہے جن کی پولیس فورس کو اجازت ہے یا اجازت نہیں ہے؛ پولیس فورس کا نظم وضبط کیا ہوگا؛ اس کے عہدے کون کون سے ہوں گے؛ پولیس فورس کس کے زیر اثر ہوگی؛ بھرتیاں کون کرے گا؛ غلطیوں پر پولیس کو کس طرح کی سزا ملے گی اور ضابطہ کے مطابق کیا کارروائی کی جائے گی؛ اس میں کچھ ایسے قوانین کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جن پر عمل کرنا عام عوام کے لیے بھی ضروری ہے۔

33۔ پولیس ایکٹ میں عوامی جرائم کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟

چند ایک جرائم کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے تاکہ طے کیا جا سکے کہ ہر انسان سڑکوں کو صاف ستھرا رکھنے، عوامی جگہوں کو صاف ستھرا رکھنے، اور انہیں پرامن، محفوظ اور بیماری سے دور رکھنے میں مددگار بنے۔
مثال کے طور پر ایک پولیس والا کسی آدمی کو جانور کو سڑک پر کھلا چھوڑنے، اس کو ذبح کرنے، یا اس کے ساتھ بے رحمی سے پیش آنے پر فوراً گرفتار کر سکتا ہے۔ ایسے لوگ جو سڑک پر رکاوٹ پیدا کرتے ہیں، یا اسے گندا کرتے ہیں، بغیر لائسنس کے سڑکوں پر سامان رکھ کر بیچتے ہیں، بدتہذیب ہوتے ہیں، شرابی یا فسادی ہوتے ہیں، اور جو پر خطر جگہوں کو محفوظ بنانے میں لاپرواہی برتتے ہیں، جیسے کہ کنویں کو ڈھک کر نہ رکھنا، یا اس کے گرد باڑا بنا دینا، ایسے لوگوں کو بھی پولیس فوراً گرفتار کر سکتی ہے۔

قانون کی رکھوالی

34۔ قانون کی حکمرانی (رول آف لاء) کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم سب چھوٹے یا بڑے، امیر یا غریب، مرد یا عورت، اور یہاں تک کہ سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین حتی کہ پولیس کو بھی ملک کے قانون کی پابندی کرنی ہوتی ہے اور اسی کے حساب سے زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ قانون سے اوپر کوئی نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پولیس کا ہر قدم قانون کے مطابق ہونا چاہئے، اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو پولیس قانون کے سامنے جوابدہ ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ قانون معقول، منصفانہ اور سب پر یکساں طور سے عائد ہونا چاہئے۔

35۔ کیا ایک پولیس افسر غلط اقدام پر سزا کا مستحق ہوگا؟

ہاں۔ کسی بھی عام انسان کی طرح ایک پولیس افسر بھی قانون کی خلاف ورزی کرنے پر سزا کا مستحق ہوگا۔ حقیقت میں چونکہ ایک پولیس والے کا کام قانون کا احترام کرنا اور اسے نافذ کرنا ہوتا ہے اس لیے قانون کی خلاف ورزی کرنے پر وہ اور زیادہ سزا کا مستحق ہوگا۔ خلاف آئین کام کرنے پر پولیس والوں کو متعدد سزائیں دی جاتی ہیں۔ اگر وہ کوئی جرم کرتا ہے تو اسے عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا، اور کسی بھی عام آدمی کی طرح اس پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

اگر وہ بدتہذیب ہے اور غلط رویہ اختیار کرتا ہے یا اپنی ذمہ داریوں کو صحیح سے نہیں نبھاتا ہے تو اس صورت میں اس کے

سینئر افسر اسے تنبیہ کر کے یا اس کی تنخواہ میں کٹوتی کر کے یا اس کے عہدے کو کم کر کے یا اسے معطل کر کے یا اس کی منتقلی کر کے اسے سزا دے سکتے ہیں۔

36۔ ایک پولیس افسر خطرناک کام کرتا ہے۔کیا اس کا بیمہ ہوتا ہے؟

ہاں۔پولیس افسران کا بیمہ کرایا جاتا ہے۔سبھی پولیس افسران کو مجموعی انشورنس کے لیے رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس کا پری میم ان کی تنخواہوں سے لیا جاتا ہے۔ایسے پولیس افسران جن کی ڈیوٹی کے دوران موت ہو جاتی ہے، ان کے اہل خانہ کو ایک معقول رقم معاوضہ کے طور پر دی جاتی ہے۔پولیس افسران پر خطر ماحول میں کام کرتے ہیں، اکثر افسران یا تو مارے جاتے ہیں یا تو زخمی ہوتے ہیں، اس سال تقریبا 800 / پولیس افسران اپنے فرائض کو انجام دیتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔پچھلی دہائی زیادہ المناک رہی، ہر سال اوسطاً ایک ہزار افسران کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ان میں سے زیادہ تر کانسٹبل تھے۔

37۔ کیا ہم اپنی حفاظت کے لیے ایک پولیس افسر کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں؟

یقیناً جب کہ آپ کسی خطرے میں ہوں۔ بسا اوقات حکومت تحفظ کا انتظام کرتی ہے اور دیگر اوقات آپ کو اس کے لیے رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔پولیس ایکٹ 1861 کے مطابق اگر آپ کسی مخصوص علاقے میں زیادہ پولیس افسران کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں اور ذمہ داران اس کے لیے تیار ہو جاتے ہیں تو آپ کو متعینہ مدت کے لیے اس اضافی پولیس انتظام پر آنے والا خرچ ادا کرنا ہوگا۔مثال کے طور پر کسی بڑی شادی یا کسی اور ذاتی پروگرام میں پولیس حفاظتی انتظامات میں مدد پہنچانے کے لیے تیار ہو جاتی ہے تو اس کا خرچ آپ کو برداشت کرنا ہوگا۔لیکن اگر کوئی علاقہ جرائم سے متاثر ہو، اور وہاں پر کوئی سماجی پروگرام ہونا ہو، تو یہ پولیس کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ مزید حفاظتی انتظامات کرے، اور ایسی صورت میں کسی بھی طرح کا کوئی خرچ عوام پر عائد نہیں ہوگا۔

ایک پولیس والا کبھی فارغ نہیں رہتا

38۔ کیا کوئی پولیس افسر ہمیشہ ڈیوٹی پر ہوتا ہے؟

ہاں۔ پولیس ایکٹ 1861ء اس بات کی واضح نشاندہی کرتا ہے کہ ایک پولیس افسر ہمیشہ ڈیوٹی پر سمجھا جائے گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے کبھی آرام کا موقع نہیں ملے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو، وردی میں یا بغیر وردی، وہ قانون کے نفاذ کے لیے ہی کام کرے گا۔ کسی جرم کے وقت یا مدد کی پکار پر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ڈیوٹی پر نہیں ہوں۔

39۔ کیا کوئی پولیس افسر اپنے سینئر کے یا اس کے برابر کسی اور افسر جیسے کہ ڈسٹرکٹ کلکٹر یا وزیر کا ہر حکم ماننے کے لیے پابند ہوتا ہے؟

نہیں۔ ایک پولیس افسر صرف ان احکام پر عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے، جو کہ قانون کے دائرے میں ہوں۔ وہ ہر غلط کام کے لیے خود ذمہ دار ہوگا گرچہ اس کا حکم اسے اس کے سینئر سے ملا ہو۔ وہ اپنے ہر غلط اور غیر قانونی عمل کے لیے خود ذمہ دار ہوگا، وہ یہ کہہ کر راہ فرار نہیں پا سکتا کہ اس کا حکم اسے اس کے ذمہ داران نے دیا تھا۔

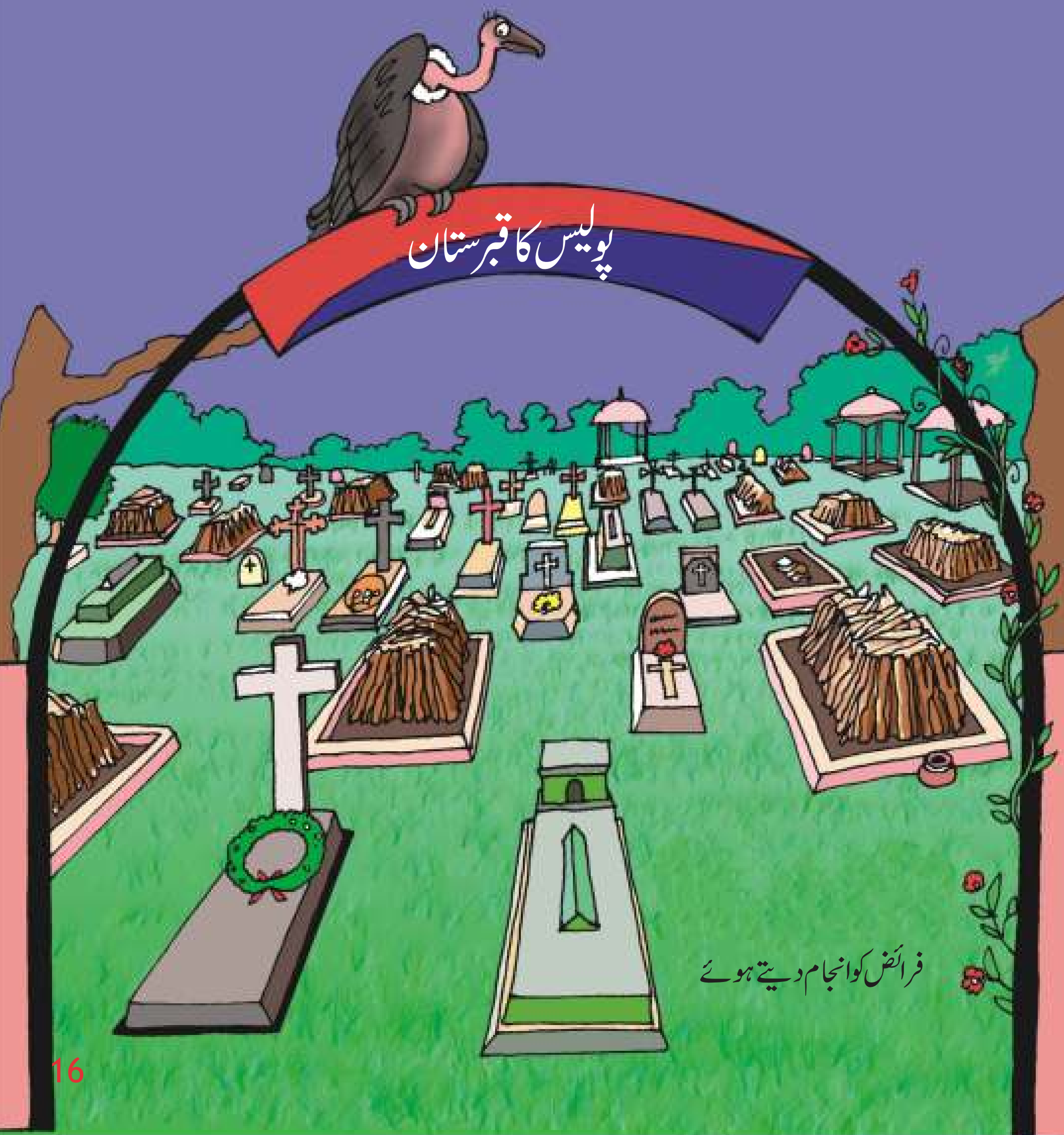

40۔ کیا پولیس والوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ سرکاری سواریوں میں مفت سفر کرسکیں، یا بازار سے کوئی سامان مفت لے سکیں؟

کہیں کہیں ڈیوٹی پر پولیس والوں کو سرکاری سواریوں پر سفر کرنے کے لیے پاس دیئے جاتے ہیں، لیکن کسی بھی پولیس والے کو یہ اجازت نہیں ہوتی کہ وہ مفت سفر کر سکے۔ اسی طرح بازاروں میں بھی کسی پولیس والے کو یہ اجازت نہیں ہوتی ہے کہ وہ کسی کی دوکان، ٹھیلے یا کھوکھے سے مفت کوئی سامان لے سکے۔ ہر عام شہری کی طرح انہیں بھی ہر خرید کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔

41۔ کیا مجھے پولیس کے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہوگی؟

ہاں۔ اگر وہ قانون کے دائرے میں ہے اور ان کے فرض کے مطابق ہے۔ حقیقت میں ہر انسان پر یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایک پولیس والے کے ساتھ اس کے فرض کو انجام دینے میں معاون بنے۔ خاص طور پر اگر پولیس والا کسی جھگڑے یا جرم کو روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔ یا کسی کو اپنی گرفت سے فرار ہونے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔ حقیقت میں اگر آپ کو کسی جرم کے ہونے کی اطلاع ہوتی ہے تو آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اس کی اطلاع پولیس تک پہنچائیں۔ یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ آپ کسی مجرم کو پناہ نہ دیں۔ آپ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اگر آپ نے کسی کیس کے بارے میں کچھ دیکھا ہو یا آپ جانتے ہوں تو آپ ثبوت کے طور پر اسے عدالت میں پیش کریں۔

42۔ اگر پولیس والا مجھ سے کہیں چلنے کے لیے کہتا ہے تو کیا مجھے اس کے ساتھ جانا چاہئے؟

ہرگز نہیں۔ حالانکہ اگر کوئی پولیس افسر آپ کو اپنے کسی عمل کے گواہ کے طور پر بلا رہا ہے، جو کہ اس کے فرض کا حصہ ہو، جیسے کسی شخص کی گرفتاری، یا کسی ملکیت کی ضبطی، یا کسی جرم کی جگہ کی جانچ پڑتال کے لیے، تو آپ کو ضرور اس کے ساتھ جانا چاہئے اور اس کی مدد کرنی چاہئے۔ عام طور سے اسے پنچ کہا جاتا ہے، ایک آدمی جو آزادانہ طور پر عدالت کو یہ بتا سکتا ہے کہ اس نے موقع واردات پر کیا دیکھا۔

43۔ مان لیجئے کہ اگر کوئی پولیس والا مجھے پولیس تھانے چلنے کے لیے کہے تو مجھے جانا چاہئے؟

نہیں۔ پولیس کی معاونت کرنا ایک الگ بات ہے، لیکن اگر ضروری نہ ہو تو اس وقت تک پولیس اسٹیشن نہیں جایا جائے جب تک کہ پولیس والا آپ کو باقاعدہ طور پر گرفتار نہ کر رہا ہو۔ اس کے علاوہ اگر وہ کسی جرم کے سلسلے میں صرف سوالات یا تفتیش کرنا چاہتا ہے تو اسے آپ کو ایک تحریری سمن دینا ہوگا۔ اور جب تک کہ ایسا نہیں ہوتا آپ کو زبردستی تھانہ نہیں لے جایا جاسکتا ہے۔ جہاں تک کہ کسی خاتون یا پندرہ سال سے کم عمر کسی بچے کی بات ہے تو پولیس ان سے تفتیش صرف ان کے گھر پر ہی کرسکتی ہے۔

44۔ کیا مجھے پولیس افسر کے سبھی سوالوں کا جواب دینا چاہیے؟

ہاں۔ یہ سب سے پسندیدہ عمل ہوتا ہے کہ پولیس والوں کے سبھی سوالات کا سیدھے طور پر اور سچائی کے ساتھ جواب دیا جائے اور پولیس کو کسی معلوم شدہ حقیقت کے بارے میں پوری جانکاری دی جائے، اگر آپ کسی چیز کے بارے میں لاعلم ہیں تو آپ کو کچھ کہنے یا بیان دینے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا، یا آپ سے زبردستی کچھ کہلوایا نہیں جاسکتا۔ اس بات کا ہمیشہ یقین کر لینا چاہیے کہ جب آپ سے سوال وجواب کیا جار ہا ہو، تو وہاں پر کوئی اور بھی موجود ہو۔

45۔ کیا یہ پولیس افسر کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ جب میں پریشان ہوں تو وہ میری مدد کرے؟

ہاں۔ وزارت داخلہ نے 1985 میں پولیس کے ضابطہ اخلاق سے متعلق گائیڈ لائن جاری کی تھی، اور تمام صوبوں کے چیف سکریٹری اور مرکز کے زیرانتظام ریاستوں اور مرکزی پولیس کے سربراہان کو اس سے مطلع کیا تھا۔ اس کے مطابق بغیر کسی کی سماجی ومالی حیثیت کا خیال کئے ہوئے پولیس کے ذریعے ہر عام شہری کو مدد پہنچانے کی توقع کی گئی ہے۔ اورانہیں تحفظ دینے، ان کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ ہمدردی اور دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی توقع بھی شامل ہے۔

46۔ کیا ہم گھریلو مسائل میں بھی پولیس کی مدد مانگ سکتے ہیں؟

اس کا انحصار مسئلہ کی نوعیت پر ہے۔ اگر متوقع مسئلہ جرم ہے جیسے کہ گھریلو تشدد، عورتوں اور بچوں کو بری طرح مارنا اور گالی دینا، گھر میں جبراً گھسنا، زور زبردستی کرنا، تو پولیس آپ کی بلاشبہ ضرور مدد کرے گی۔ اور اسے آپ کا ذاتی مسئلہ کہہ کر آپ سے منہ نہیں موڑ سکتی، لیکن یہ کہ جب بالغ بچے نافرمانی کر رہے ہوں، جیسے کہ وہ شادی کرنے کے لیے فرار ہو جائیں، تب یہ پولیس کی ذمہ داری نہیں ہوگی کہ وہ ان کے پیچھے بھاگے اور واپس لوٹنے کے لیے انہیں مجبور کرے۔ یہ مکمل طور پر ایک گھریلو مسئلہ ہے۔

47۔ اگر کوئی پولیس افسر میری مدد نہیں کرتا ہے یا آس پاس کوئی پولیس افسر موجود نہیں ہے تو کیا عام شہری چور کو پکڑ سکتے ہیں، یا مجرم کو موقعہ واردات پر ہی سزا دے سکتے ہیں؟

ہاں بھی اور نہیں بھی۔ آپ اس طور پر گرفتار کر سکتے ہیں جسے شہریوں کے ذریعے گرفتاری کہا جاسکتا ہے، اور مجرم کو پکڑ کر اسے قریبی تھانے لے جاسکتے ہیں، آپ بس اتنا ہی کر سکتے ہیں۔ آپ کسی مجرم کو نہ تو مار سکتے ہیں اور نہ ہی ایسی بھیڑ کا حصہ بن سکتے ہیں جو کہ کسی مجرم کو مار رہی ہو۔ شہریوں کو صرف اپنے دفاع کا حق حاصل ہے، جسے کہ ذاتی تحفظ کا حق کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی معقول طور پر استعمال کیا جانا چاہیے اور یک طرفہ مار پیٹ یا توہین کی شکل میں نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی پولیس آفیسر اس طرح کے کسی تشدد کرنے والے ہجوم کا حصہ بنتا ہے تو اس کے خلاف ضابطے کی کارروائی ہوگی یا کرمنل چارج لگیں گے۔

48۔ اگر کوئی پولیس افسر میری مدد نہیں کرتا ہے تو اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

اگر کوئی پولیس والا جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے یا اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتتا ہے تو اسے قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچا ہے اور پولیس والا آپ کی مدد نہیں کرتا تو آپ اس کے سینئرس سے اس کی شکایت کر سکتے ہیں، ایسی صورت میں وہ اپنے فرائض سے غفلت برتنے کا مجرم قرار پائے گا۔

49۔ کیا پولیس جو چاہے وہ کر سکتی ہے؟

نہیں۔ وہ صرف وہی کر سکتی ہے جو قانوناً جائز ہے۔ دراصل وہ متعدد سخت قوانین کی پابند ہوتی ہے۔ ان میں پولیس کے اپنے ضوابط، کرمنل کورٹ کے ضوابط، عدالت عالیہ کے احکام اور حقوق انسانی کمیشن کی گائیڈ لائنس شامل ہیں۔

50۔ لیکن فرض کر لیں کہ پولیس والے اس کو نہیں مان رہے ہیں؟

تو موقع کی نوعیت کے حساب سے آپ اس کی شکایت ان کے اعلیٰ افسران یا مجسٹریٹ سے کر سکتے ہیں۔ یہ بہتر ہوگا کہ آپ تحریری شکایت دیں، اور اس کی ریسونگ حاصل کر لیں۔

51۔ ہم کس طرح کی شکایتیں درج کرا سکتے ہیں؟

آپ پولیس افسر کے کسی بھی غلط عمل کی شکایت درج کرا سکتے ہیں، کیونکہ وہ ایک عوامی خادم ہے، اور ہر وقت اپنی ذمہ داریوں کا پابند ہے۔ وہ نہ تو اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برت کر سکتا ہے، نہ ہی ان کو پورا کرنے میں تاخیر کر سکتا ہے۔

52۔ لیکن فرض کر لیں کہ پولیس والا بدتمیز ہے، میری توہین کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

تب بھی جب کہ یہ ضابطے یا فرائض کی کوتاہی کا معاملہ ہو آپ اس کی شکایت اس کے اعلیٰ افسران سے کر سکتے ہیں، لیکن اگر معاملہ اس سے زیادہ خطرناک ہو اور جرم کی نوعیت رکھتا ہو تو آپ اس کے خلاف پولیس تھانے میں شکایت کریں گے یا سیدھے طور پر نزدیکی مجسٹریٹ کے پاس جا کر شکایت درج کرائیں گے۔

53۔ لیکن اگر ہم کسی لوکل تھانے میں اس کی شکایت درج کرانے جاتے ہیں تو وہ اپنے ہی افسر کے خلاف شکایت درج کرنے سے انکار کر سکتے ہیں، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

ہاں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے۔ لیکن معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہونا چاہئے۔ آپ پولیس کے غلط برتاؤ، فرائض میں کوتاہی یا طاقت کے غلط استعمال کی شکایت پولیس کے سب سے بڑے افسر تک کر سکتے ہیں، اور اگر یہ جرم کے زمرے میں آتا ہے تو آپ اس کی شکایت نزدیکی مجسٹریٹ کے پاس درج کرا سکتے ہیں۔

54۔ لیکن عدالت میں معاملے کو لے جانا کافی مشکل اور وقت طلب کام ہے!

پولیس کے خلاف شکایت کے معاملات کو آسان اور مؤثر بنانے کے لیے کچھ صوبوں نے پولیس کمپلین اتھارٹی قائم کی ہیں۔ یہ مخصوص شعبے ہیں جو صرف پولیس کے خلاف عوام کی شکایتوں کو ہی دیکھتے ہیں، مزید یہ کہ کوئی بھی جسے پولیس کے خلاف شکایت کرنی ہو، وہ معاملے کو قومی یا صوبائی سطح پر قائم دوسرے کمیشن کے پاس بھی درج کرا سکتا ہے۔

اس میں قومی کمیشن برائے حقوق انسانی اور صوبائی کمیشن برائے حقوق انسانی؛ پسماندہ ذاتوں اور پسماندہ قبائل کا کمیشن؛ قومی کمیشن برائے خواتین اور اسی طرح کے دوسرے صوبائی کمیشن، اور کمیشن برائے اطفال شامل ہیں۔ بدعنوانی سے متعلق معاملات کے لیے سی بی آئی، قومی ویجلینس کمیشن، لوک آیکت، اور صوبائی ویجلینس کمیشن ہوتے ہیں۔ یہ کمیشن آپ کی شکایت پر ایکشن لیں گے، تفتیش کریں گے اور اپنے حدود کے مطابق پولیس والے کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کی سفارش کر سکتے ہیں، یا مظلوم کو معاوضہ دینے کا حکم دے سکتے ہیں۔

55۔ اگر مجھے کسی جرم کی اطلاع پولیس کو دینی ہو تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

اگر یہ ایک سنگین جرم ہے جیسے کہ چوری، ڈکیتی، چھیڑ چھاڑ، مار پیٹ، بچوں کا جنسی استحصال، زنا، اغوا کاری، انسانی خرید و فروخت، اور فسادات، تو آپ فوری طور پر نزدیکی تھانے کے سربراہ کو ایک ایف آئی آر دے سکتے ہیں، اور پولیس والے اس کو تحریری طور پر درج کرنے اور اس کی ایک نقل آپ کو مہیا کرانے کے پابند ہوتے ہیں۔ آپ اپنی شکایت کے ساتھ نزدیکی مجسٹریٹ کے پاس بھی جا سکتے ہیں اور وہ اس کو درج کرے گا۔

56۔ ایف آئی آر کیا ہوتی ہے؟

یہ First Information Report کا مخفف ہے۔ ایک مظلوم یا گواہ یا کوئی اور انسان جو کسی سنگین جرم کے بارے میں جانتا ہو، وہ ایف آئی آر درج کرا سکتا ہے۔ آپ جو کچھ ایف آئی آر میں درج کراتے ہیں، اسی کے مطابق پولیس کارروائی شروع کرتی ہے، تفتیش کرتی ہے، اور حقائق کو اکٹھا کرتی ہے، تاکہ اس نتیجے تک پہنچ سکے کہ اگر یہ جرم واقعتاً ہوا ہے تو اس پر مناسب کارروائی کی جا سکے۔

57۔ کیا ہمیں اپنے نزدیکی پولیس تھانے میں ہی جانا ہوگا، یا ہم کسی بھی پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر درج کرا سکتے ہیں؟

آپ کسی بھی پولیس تھانے میں اپنی ایف آئی آر درج کرا سکتے ہیں۔ لیکن یہ بہتر ہوتا ہے کہ آپ نزدیکی پولیس تھانے میں شکایت درج کرائیں، جس کے علاقے میں جرم سرزد ہوا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں پولیس نہایت تیزی کے ساتھ حرکت میں آسکتی ہے۔ البتہ اگر آپ کسی دوسرے پولیس تھانے میں شکایت درج کراتے ہیں تو پولیس اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ وہ اس شکایت کو درج کرے اور اس کی اطلاع متعلقہ پولیس تھانے کو فراہم کرے۔ وہ آپ کی ایف آئی آر درج کرنے سے یہ کہہ کر انکار نہیں کر سکتی کہ جرم ان کے علاقے میں نہیں ہوا ہے۔

58۔ کیا پولیس میری شکایت درج کرنے سے منع کر سکتی ہے؟

ہاں بھی اور نہیں بھی۔ بھارت میں جرائم کو دو حصوں میں بانٹا گیا ہے، ایک وہ جو سنگین ہیں اور ایک وہ جو سنگین نہیں ہیں۔ سنگین جرائم مثال کے طور پر قتل، زنا بالجبر، فساد یا ڈکیتی، یہ ایسے جرائم ہیں جن کا پولیس سیدھے طور سے نوٹس لے گی، ایف آئی آر درج کرے گی اور تفتیش شروع کرے گی۔ غیر سنگین جرائم کی مثال کے طور پر ہم دھوکہ دھڑی، دوسری شادی کا معاملہ، یا سامان کم تولنا، یا عوامی بدامنی پیدا کرنا، یہ اس طرح کے جرائم ہیں جن کے لیے پولیس تفتیش تب ہی شروع کرے گی جب مجسٹریٹ شکایت درج کر کے پولیس کو ایسا کرنے کی ہدایت دے۔ اس تقسیم کو آسان طریقے سے اس طرح سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ایسے جرائم جن کو فوری عمل درآمد کی ضرورت ہو، ان کی شکایت سیدھے طور پر کی جا سکتی ہے، باقی مجسٹریٹ کے پاس جاتے ہیں۔ اس لیے ایسے معاملات میں جبکہ پولیس آپ کی شکایت سیدھے طور پر درج نہ کر سکتی ہو، اسے کم سے کم آپ کی بات کو سننا چاہئے اور معاملے کو اپنی روزمرہ کی ڈائری میں درج کرنا چاہئے۔ اور اس کی ایک دستخط شدہ نقل بلا معاوضہ آپ کو فراہم کرنی چاہئے اور ہدایت دینی چاہئے کہ آپ معاملے کو مجسٹریٹ کے پاس لے جائیں۔

59۔ فرض کیجئے کہ میری شکایت کسی سنگین جرم کے سلسلے میں ہے اور تھانہ انچارج اسے درج کرنے سے منع کر دے تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

آپ پھر بھی اپنی شکایت اعلی عہدیدار، ضلع کے پولیس سربراہ یا نزدیکی مجسٹریٹ کے پاس درج کرا سکتے ہیں، اور وہ اس بات کا حکم جاری کریں گے کہ آپ کی شکایت متعلقہ تھانے میں درج ہو۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ آپ کی شکایت ریکارڈ میں آجائے اور اس پر کارروائی بھی ہو، شکایت کو ذاتی طور پر اپنے ہاتھوں سے جمع کرنا چاہئے اور اگر آپ ڈاک کے ذریعے بھیجتے ہیں تو رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجنا چاہئے۔ کسی بھی صورت میں آپ کو شکایت کی رسید حاصل کرنی چاہئے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ آپ کی شکایت لے لی گئی ہے اور اس رسید کو آپ اپنے پاس محفوظ کر لیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ آپ کی شکایت متعلقہ افسر نے یقینی طور پر لے لی ہے، وہ آپ کی شکایت پر عمل درآمد کرے گا۔ لیکن آپ کو شکایت درج کرانے میں پیش آئی مشکلوں کی بھی شکایت کرنی چاہئے۔ ایسی صورت میں افسر ایسی غلطی کو دوہرانے سے پرہیز کرے گا۔

60۔ ایف آئی آر میں کیا کیا چیزیں شامل ہونی چاہئیں؟

ایف آئی آر میں وہ حقائق شامل ہوتے ہیں جنہیں کہ آپ جانتے ہیں یا جن کے بارے میں آپ کو بتایا گیا ہوتا ہے۔ یہ بہتر ہوتا ہے کہ آپ خود ان حقائق کے بارے میں جانتے ہوں، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ نے خود جرم ہوتے ہوئے دیکھا ہو۔ بہر حال آپ کو ہر حالت میں صحیح اطلاع ہی فراہم کرنی چاہئے۔ کبھی بھی حقائق کو توڑ مروڑ کر نہیں پیش کرنا چاہئے، یا خیالی قیاس آرائیاں نہیں کرنی چاہئیں۔ جرم کی جگہ، تاریخ اور وقت کا صحیح صحیح اندراج ہونا چاہئے۔ اس میں شامل ہر انسان کا رول بہت احتیاط کے ساتھ واضح کرنا چاہئے؛ وہ کہاں تھے، وہ کیا کر رہے تھے، بتدریج ان لوگوں نے کیا کیا کیا، اور اگر ان کے ذریعے ملکیت کو کوئی نقصان پہنچایا گیا ہو، مستعمل اسلحہ جات کی تفصیلات بھی احتیاط سے بیان کرنی چاہئیں، بہتر تو یہ ہے کہ یہ تمام حالات جتنی جلدی ممکن ہو درج ہو جائیں، اگر اس میں کچھ دیر ہوتی ہے تو اس بات کی یقین دہانی کر لیں کہ دیر کی وجہ بھی تحریر میں آ جائے۔

61۔ مجھے اس بات کا یقین کیسے کرنا چاہئے کہ پولیس نے وہی لکھا ہے جو میں نے اسے بتایا ہے؟

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایف آئی آر آپ کا اپنا مشاہدہ ہے، اور یہ پولیس کا مشاہدہ نہیں ہے۔ پولیس کی ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ وہ آپ کے مشاہدے کو صحیح طور پر درج کرے، اور اس میں اپنی طرف سے کسی بھی قسم کی ملاوٹ نہ کرے۔ اس کو یقینی بنانے کے لیے قانون اس چیز کا حکم دیتا ہے کہ پولیس افسر ایف آئی آر کو آپ کے سامنے پڑھے، اور جب آپ اس کی تصدیق کر دیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ صحیح ہے تو آپ اس پر اپنی دستخط کر دیں۔ پولیس آپ کو اس کی ایک دستخط شدہ نقل بلا معاوضہ فراہم کرے گی۔ ایف آئی آر کا اندراج ایف آئی آر رجسٹر میں ہوتا ہے، اور اس کی ایک کاپی سینئر پولیس افسر اور ایک مجسٹریٹ کو جاتی ہے۔

62۔ کیا عورتوں کی ایف آئی آر درج کرنے کا کوئی مخصوص ضابطہ ہے؟

ہاں، عورتوں سے متعلق کچھ مخصوص معاملات میں، یہ اندازہ ہونے پر کہ عورتوں کا پولیس تھانے جا کر ایف آئی آر درج کرانا اُن کے لیے آسان عمل نہیں ہے تو قانون نے یہ شکل نکالی کہ اگر کوئی عورت عصمت دری، تعاقب، شہوت نظری، جنسی استحصال، عصمت پر حملے یا تیزاب کے حملے کی شکایت درج کرانا چاہتی ہے تو اس کی شکایت صرف ایک خاتون پولیس افسر یا کسی اور خاتون افسر کے ذریعے ہی درج کی جائے گی۔ اگر مظلوم خاتون ذہنی یا جسمانی طور پر معذور ہے تو اسے اپنی شکایت درج کرانے کے لیے پولیس تھانے جانا بھی ضروری نہیں ہے۔ بلکہ پولیس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مظلوم کے گھر یا اس کی پسند کی کسی دوسری جگہ پر جا کر مظلوم کی شکایت کو درج کرے۔ مظلوم عورت اگر ضرورت محسوس کرے تو کونسلر کا انتظام بھی پولیس کو کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کی عورتوں کا بیان لیتے وقت اس کی ویڈیوگرافی بھی ہونی چاہئے۔

63۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے اگر کوئی پولیس افسر اس طرح کے معاملات میں ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دے؟

اگر کوئی پولیس افسر کسی خاتون کی جنسی استحصال کی شکایت کو درج نہیں کرتا ہے، اور مجرم پایا جاتا ہے تو اس کو چھ ماہ سے لے کر دو سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے، اور اس پر کچھ جرمانہ بھی عائد ہو سکتا ہے۔

64۔ کیا بچوں کے جنسی استحصال کے کیس میں پولیس کسی مخصوص ضابطے کے تحت کارروائی کرتی ہے؟

ہاں، بیشک۔ The Protection of Children from Sexual Offences Act 2012 (POCSO) میں رپورٹنگ کے سبھی طرح کے اطفال دوست ضوابط، ثبوتوں کی ریکارڈنگ، اور اطفال مخالف جرائم کی تفتیش ومقدمہ شامل کئے گئے ہیں۔ جیسے ہی شکایت درج کی جاتی ہے نابالغوں کی پولیس یونٹ یا علاقائی پولیس کو بچے کا بیان اس کے گھر پر یا اس کی پسندیدہ جگہ پر موجود رہ کر درج کرنا ہوتا ہے۔ شکایت درج ہونی چاہئے، ترجیحی طور پر ایک خاتون پولیس افسر کے ذریعے درج ہونی چاہئے جس کا عہدہ سب انسپکٹر سے نیچے نہ ہو۔ بچے کا بیان درج کرتے وقت پولیس افسر وردی میں نہیں ہونا چاہئے، بچے کو کسی بھی صورت میں رات کے وقت پولیس اسٹیشن میں روک کر نہیں رکھا جاسکتا۔ بچے کا بیان ایسی زبان میں درج ہونا چاہئے جسے بچہ سمجھتا ہو، اگر ضروری ہو تو بچے کی ضرورت کے مطابق پولیس کسی مترجم یا کسی ماہر کی مدد لے سکتی ہے۔

اگر نابالغوں کی پولیس یا علاقائی پولیس اس بات کی ضرورت محسوس کرتی ہے کہ بچے کو فوری طور پر دیکھ بھال یا تحفظ کی ضرورت ہے تو پولیس بچے کو ہسپتال یا کسی محفوظ جگہ پر بھیج سکتی ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے پولیس کو اس کی وجہ تحریری طور پر درج کرنی ہوگی۔ اگر بچے کو کسی طبی جانچ پڑتال کے لیے ہسپتال لے جایا جاتا ہے تو اس طرح کی کوئی بھی جانچ پڑتال بچے کے والدین یا ایسے کسی دوسرے شخص جس پر بچہ یقین اور بھروسہ کرتا ہو، اس کی موجودگی میں کرنا چاہئے۔ اگر مظلوم کوئی بچی ہے تو ایسی صورت میں طبی جانچ کسی خاتون ڈاکٹر کے ذریعے ہی کی جائے گی۔

65۔ ایک بار جب میری ایف آئی آر درج ہو جائے، اس کے بعد کیا کیا ہوتا ہے؟

ایف آئی آر درج ہونے کے ساتھ ہی پولیس حرکت میں آتی ہے اور تفتیش شروع ہوجاتی ہے۔ اس سلسلے میں پولیس مظلوم اور گواہ کے ساتھ بات چیت کرتی ہے، ان کے بیانات ریکارڈ کرتی ہے، جائے واردات کی جانچ کرتی ہے، ثبوتوں کو فورنسک جانچ کے لیے بھیجتی ہے، لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیجتی ہے، متعدد لوگوں سے پوچھ تاچھ کرتی ہے اور ملے سراغوں کے ذریعے تفتیش کو آگے بڑھاتی ہے۔ ایک بار جب تفتیش مکمل ہو جائے تو انچارج افسر کو تمام چیزوں کا ریکارڈ بنانا ہوتا ہے جسے چالان یا چارج شیٹ کہتے ہیں۔

66۔ چالان یا چارج شیٹ سے کیا مراد ہے؟

تفتیش مکمل ہونے کے بعد انچارج افسر تمام حقائق پر نظر ڈالتا ہے، اور اس سلسلے میں فیصلہ کرتا ہے کہ جرم کے ثابت ہونے کے لیے ضروری ثبوت اکٹھے ہو گئے ہیں، اور ان تمام چیزوں کو وہ استغاثہ اور عدالت کے لیے چارج شیٹ میں درج کرتا ہے۔ اگر جرم کے تمام حقائق کی صحیح نشاندہی نہیں کی گئی ہے تو مجرم کو عدالت کے سامنے پیش کرنا وقت کے ضیاع کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جب چارج شیٹ استغاثہ اور عدالت کے پاس جاتی ہے تو وہ خود آزادانہ طور پر حقائق اور حالات کا بغور جائزہ لیتے ہیں، اور اس چیز کی جانچ کرتے ہیں کہ کیا واقعی جرم سرزد ہوا ہے۔

67۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ پولیس میری شکایت کو خارج کردے، اور اس پر آگے کوئی قدم نہ اٹھائے؟

ہاں۔ اگر پولیس کو تفتیش کے دوران یہ پتہ چلتا ہے کہ جرم کو ثابت کرنے کے لیے ضروری حقائق موجود نہیں ہیں یا الزام کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ثبوت موجود نہیں ہیں یا پولیس یہ پائے کہ جرم تو سرزد ہوا ہے لیکن مجرمین کی کوئی شناخت موجود نہ ہو تو اس صورت میں پولیس اس کیس کو بند کرسکتی ہے۔ لیکن پولیس کو اس سلسلے میں آپ کو اطلاع کرنی ہوگی۔ اس موقع پر آپ کورٹ کے ذریعے کیس بند ہونے کی مخالفت کرسکتے ہیں۔

68۔ کیا مجھے اپنے کیس کی پیش رفت کے سلسلے میں اطلاع دی جاتی رہے گی؟

اس سلسلے میں کوئی قانون موجود نہیں ہے کہ پولیس افسر آپ کو آپ کے کیس کی پیش رفت کے سلسلے میں اطلاع دیتا رہے۔ لیکن یہ ایک اچھا عمل ہوتا ہے کہ شکایت کرنے والے کو کیس کی پیش رفت سے مطلع کیا جاتا رہے۔ الا یہ کہ کیس کی جانچ پر اس کا کوئی اثر پڑ رہا ہو۔

69۔ ہم اس صورت میں کیا کرسکتے ہیں جبکہ پولیس معاملے کی جانچ نہیں کر رہی ہو، یا بہت سست رفتاری سے کر رہی ہو، یا ضروری حقائق کی جانچ کرنے سے انکار کر رہی ہو؟

قانون کا ایک بہت ہی اہم ضابطہ ہے جس کے مطابق کوئی بھی پولیس تفتیش میں مداخلت نہیں کرسکتا ہے۔ اس ضابطے کے مطابق اگر کوئی پولیس افسر مزید تفتیش سے منع کردے، یا بہت ہی سست رفتاری سے آگے بڑھے یا جان بوجھ کر اہم حقائق کی جانچ سے انکار کردے تو آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ اس کی شکایت اس کے اعلی افسران یا نزدیکی

وراثت

مجسٹریٹ سے کرسکتے ہیں جو کہ پولیس افسر کو تفتیش کرنے کا حکم دے سکتے ہیں اور تفتیش کو ریکارڈ کرنے کے لیے اسے بلایا بھی جاسکتا ہے۔ آپ کے لیے ضروری ہے کہ اس چیز کو یقینی بنائیں کہ یہ تمام کارروائی تحریری طور پر کی گئی ہو، اور اس کی ایک رسید آپ کے پاس ہو۔

70۔ کیا ہم جب چاہیں ایک پولیس افسر کو بلا سکتے ہیں؟

ہاں بھی اور نہیں بھی۔ پولیس افسر کے اوپر کام کا بہت بوجھ ہوتا ہے، اور وہ تعداد میں بھی کم ہیں اس لیے عوام انہیں کسی بھی غیر ضروری شکایت یا ناکافی اطلاع ہونے پر بلا نہیں سکتی۔ لیکن درج ذیل حالات میں آپ پولیس کو ضرور بلا سکتے

ہیں؛ جب آپ مشکل میں ہوں یا خطرے میں ہوں، جب کوئی جرم ہوا ہو یا ہو رہا ہو، جب فساد کا اندیشہ ہو، جب کچھ لوگ لڑ رہے ہوں اور بدامنی کا خطرہ ہو، یا آپ کے پاس کوئی حساس اطلاع ہو جو کہ پولیس کو دینی ہو۔ لیکن آپ پولیس کو ان کاموں کے لیے نہیں بلا سکتے جو پولیس کی ڈیوٹی کا حصہ نہیں ہیں۔ کبھی کبھی لوگ یہ فاش غلطی کرتے ہیں کہ پولیس کے ساتھ جھوٹا مذاق کرتے ہیں، اور پولیس کو پریشان کرتے ہیں جب کہ کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ اس طرح کی غلط بیانی پر آپ کو سزا ہو سکتی ہے۔

71۔ کیا کوئی پولیس افسر بغیر اجازت میرے گھر میں داخل ہو سکتا ہے اور میرے گھر کی تلاشی لے سکتا ہے اور چیزوں کو لے جا سکتا ہے؟

بہت ہی مخصوص مواقع پر اس کی اجازت ہوتی ہے، اگر پولیس آپ کے گھر پر سوال و جواب کی نیت سے آتی ہے تو وہ آپ کے گھر میں آپ کی اجازت سے ہی داخل ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں بھی جبکہ پولیس کو یقین ہو کہ آپ کسی مشتبہ یا مجرم کو چھپائے ہوئے ہیں یا آپ کے قبضے میں کوئی چوری کی ہوئی ملکیت ہے یا آپ کے گھر میں کوئی غیر قانونی اسلحہ ہے، تو اس صورت میں بھی پولیس مجسٹریٹ سے سرچ وارنٹ حاصل کیے بغیر آپ کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر پولیس کو ایسا لگتا ہے کہ کسی مشتبہ یا مجرم یا کسی چیز کو فوری طور پر قبضے میں لے لینا چاہیے بصورت دیگر اس کے بھاگ جانے یا غائب ہو جانے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں پولیس بغیر وارنٹ کے بھی آپ کے گھر میں داخل ہو سکتی ہے۔

72۔ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ پولیس سیدھے طور پر میرے گھر میں داخل ہوسکتی ہے اور کوئی بھی چیز لے جاسکتی ہے؟

نہیں۔ ایسا اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اس کی سخت ضرورت ہو، مثال کے طور پر اگر واقعی اس بات کا امکان ہو کہ ایک مشتبہ مجرم بھاگ سکتا ہے یا ثبوتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہوسکتی ہے یا وہ خراب کئے جاسکتے ہیں، تو اس صورت میں پولیس آپ کے گھر میں بغیر وارنٹ کے داخل ہوسکتی ہے۔

وارنٹ کے ساتھ یا بغیر وارنٹ کے گھر کے اندر داخل ہونے کا ایک ضابطہ ہوتا ہے جس پر عمل کیا جانا ضروری ہے۔ اس صورت میں پولیس کو اپنی تفتیش میں کم از کم دو علاقائی/نزدیکی لوگوں کو بطور گواہ شامل کرنا ہوتا ہے۔ یہ تلاشی مکان مالک کی موجودگی میں ہی کی جائے گی، مکان مالک سے موقعہ تفتیش سے ہٹنے کے لیے نہیں کہا جاسکتا۔ پولیس جو چیزیں ضبط کررہی ہے اسے اس کی فہرست تیار کرنی ہوتی ہے۔ اس فہرست پر تصدیق کے لیے گواہوں، پولیس اور مکان مالک کے دستخط لیے جاتے ہیں۔ اس کی ایک نقل مکان مالک کو دے دی جاتی ہے۔ اگر گھر میں پردہ کرنے والی خواتین موجود ہوں تو تلاشی والی ٹیم میں ایک خاتون پولیس افسر کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس صورت میں تلاشی احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کرنی چاہئے۔

73۔ تلاشی کے وارنٹ سے کیا مراد ہے؟

لوگوں کے گھر اور ان کے دفتر ان کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں، اور بغیر کسی معقول وجہ کے کسی بھی اتھارٹی کو ان کی تلاشی کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔ اسی لیے قانون یہ کہتا ہے کہ کوئی بھی جو تلاشی کے لیے جانا چاہتا ہے، اسے اس کے لیے معقول وجہ بیان کرنی ہوگی کہ کیوں وہ ضروری سمجھتا ہے کہ اس عوامی حق کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی جائے۔ اس لیے پولیس کو پہلے مجسٹریٹ کے پاس جانا ہوتا ہے اور یہ بتانا ہوتا ہے کہ اس کے مطابق کسی گھر یا دفتر میں کچھ ایسی اشیاء، کاغذات، یا لوگ چھپے ہوئے ہیں جن سے کہ کسی جرم کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔ اگر مجسٹریٹ مطمئن ہوجاتا ہے کہ پولیس افسر کوئی غلط تفتیش نہیں کرنے جارہا ہے تو اس کی اجازت دے دیتا ہے۔ یہ اجازت بہت محدود ہوتی ہے اور اس میں تلاشی لینے والے افسران کے نام اور ان کے عہدے کا ذکر ہوتا ہے، اور یہ عدالت کی دستخط اور موہر کے ساتھ ہوتی ہے۔

74۔ اگر ہم راستے سے گزر رہے ہوں تو کیا پولیس والے کو یہ اجازت ہوتی ہے کہ وہ ہمیں روک سکے اور جو چاہے وہ پوچھ سکے؟

نہیں۔ عام طور سے پولیس سے یہ توقع نہیں کی جاتی ہے کہ وہ کسی شہری کے عام امور جو کہ قانون کے دائرے میں ہوتے ہیں ان میں مداخلت کرے، لیکن اگر پولیس کو ایسا لگتا ہے کہ کوئی عوامی جگہ پر گندگی پھیلا رہا ہے خاص کر رات کے اندھیرے میں تو اس صورت میں پولیس کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ آپ کو روک سکے، آپ کا نام پوچھ سکے، اور یہ پوچھے کہ آپ کیا کررہے ہیں۔ اور اگر پولیس کو آپ کے عمل میں کچھ مشتبہ نظر آتا ہے تو وہ آپ کو گرفتار بھی کرسکتی ہے۔ پولیس اس اختیار کا استعمال اکثر مشتبہ افراد یا عادی مجرم کو پکڑنے میں کرتی ہے۔ پولیس ریفارم کمیٹیوں میں بیشتر اس اختیار کے غلط استعمال پر مذاکرے ہوتے رہے ہیں، اور اس کی مذمت کی جاتی رہی ہے۔

75۔ کیا پولیس مجھے کسی مظاہرے یا عوامی اجلاس میں شامل ہونے سے روک سکتی ہے؟

نہیں۔ کوئی بھی آپ کو کسی بھی طرح کے پرامن مظاہرے میں شامل ہونے سے نہیں روک سکتا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی بھی طرح کے مظاہرے کا علم پولیس کو پہلے سے کرا دینا چاہئے۔ اگر پولیس یہ محسوس کرتی ہے کہ یہ مظاہرہ بدامنی اور تشدد کا شکار ہو جائے گا، تو پولیس اس طرح کے کسی بھی مظاہرے سے منع کر سکتی ہے۔ اگر بعد میں چل کر مظاہرہ بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے، تو پولیس مظاہرے کو اس وقت روک سکتی ہے۔ اور لوگوں کو جگہ چھوڑ دینے کے لیے کہہ سکتی ہے اور اگر لوگ وہاں سے ہٹتے نہیں ہیں تو پولیس لوگوں کے خلاف ایکشن بھی لے سکتی ہے۔ ایک طرف پولیس کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس طرح کی سرگرمیاں پرامن رہیں، اور دوسری طرف پولیس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق جیسے کہ پرامن عوامی اجلاس کو کرنے میں مدد کرے۔

76۔ کیا پولیس کسی جلسے یا مظاہرے کو ختم کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کر سکتی ہے؟

ہاں۔ لیکن جب بھی ایسا ہوتا ہے تو پولیس کے پاس اس کی معقول وجہ ہونی چاہئے۔ پولیس کا کام لوگوں کو سزا دینا نہیں ہے۔ بلکہ پولیس کا کام لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا، اور ریاستی امن کا تحفظ کرنا ہے۔ اس لیے طریقہ یہ ہے کہ پولیس طاقت کا استعمال بھیڑ کو کنٹرول کرنے کے لیے صرف آخری آپشن کے طور پر کر سکتی ہے۔ اگر طاقت کا استعمال کرنا ضروری ہی ہو جائے، تو یہ کم سے کم ہونا چاہئے، موقع کے عین مطابق ہونا چاہئے، اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے اسے ہٹا لینا

چاہئے۔ دراصل ایک ایگزیکیٹیو مجسٹریٹ، تھانے دار، یا تھانے دار کی غیر حاضری میں دوسرا پولیس افسر جس کا عہدہ سب انسپکٹر سے کم نہ ہو، وہی اس طرح کے مواقع پر طاقت کے استعمال کا حکم دے سکتا ہے۔

77۔ کیا پولیس اپنی مرضی سے گولی چلا سکتی ہے؟

نہیں۔ مہلک طاقت کا استعمال شاذو نادر ہی کیا جاتا ہے، جبکہ کنٹرول کرنے کے تمام طریقے استعمال ہو چکے ہوں اور بے اثر ثابت ہوئے ہوں۔ اس معاملے میں بھی یا تو ایک مجسٹریٹ یا ذمہ دار افسر ہی مہلک طاقت کے استعمال کا حکم دے سکتا ہے۔

78۔ تو ایسی صورت میں پولیس کو کیا کرنا چاہئے جبکہ بھیڑ بے قابو ہو جائے اور پتھر بازی کرنے لگے اور ریاستی ملکیت کو نقصان پہچانے لگے؟

پولیس کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ زندگی اور ریاستی ملکیت کا تحفظ کرے، لیکن اس طرح کے حالات میں ان کے اقدام کا ایک سلسلے وار ضابطہ ہوتا ہے، سب سے پہلے پولیس متعدد دفعہ معقول وقت کے ساتھ بھیڑ کو منتشر ہو جانے کا حکم دے گی، اس کے بعد ایک اور وارننگ دے کر آنسو گیس کا استعمال کیا جائے گا، یا لاٹھی چارج کیا جائے گا۔ لاٹھی کا وار سر پر یا کندھے پر نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کا استعمال کمر سے نچلے حصے پر کیا جانا چاہئے۔ اگر پولیس کسی قدم کے طور پر گولی چلانے کا فیصلہ کرتی ہے تو اس سلسلے میں صاف صاف ہدایت بھیڑ کو دی جانی چاہئے کہ اگر بھیڑ نے پولیس کی بات نہیں مانی تو اب آخری حل کے طور پر گولی چلائی جائے گی۔ اس سلسلے میں بھی قانون یہ کہتا ہے کہ کم سے کم طاقت کا استعمال

کیا جائے۔ گولی چلاتے وقت نشانہ نیچے ہونا چاہئے، اور نظریہ یہ ہونا چاہئے کہ بھیڑ کے درمیان دہشت پیدا ہو، اور بھیڑ چھٹ جائے، نہ کہ لوگوں کو ہلاک کرنا۔ جیسے ہی لگتا ہے کہ بھیڑ ہٹنے لگی ہے گولی بازی فوری طور پر رک جانا چاہئے۔ زخمی ہونے والوں کو فوری طور پر ہسپتال پہنچانے میں مدد کرنی چاہئے۔ اس طرح کے حادثات کی صورت میں اس میں شامل ہر پولیس افسر کو اپنے انفرادی رول کے ساتھ اپنی انفرادی رپورٹ پیش کرنی ہوگی۔

79۔ کیا پولیس مجھے کسی خفیہ جگہ پر قید کر کے رکھ سکتی ہے، یا بغیر کسی کے علم میں لائے مجھے قید کر کے رکھ سکتی ہے؟

نہیں۔ ایسا اکثر علم میں آتا ہے کہ پولیس اس طرح کی حرکت کرتی ہے، لیکن یہ سراسر قانون کے خلاف ہے۔ جیسے ہی پولیس آپ کو حراست میں لیتی ہے آپ کا جسمانی تحفظ اور آپ کے حقوق کا تحفظ پولیس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کو کسی طرح کا نقصان پہنچتا ہے یا آپ کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا ہے تو اس کے لیے پولیس ذمہ دار ہوگی۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے جسے ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ دوسری طرف پولیس عملی طور پر اس چیز کے لیے ذمہ دار ہوتی ہے کہ وہ تھانے کی جنرل ڈائری میں اس بات کا اندراج کرے کہ کسی فرد کو پوچھ تاچھ کے لیے تھانے میں کب اور کس وقت لایا گیا، اور اس کی گرفتاری کب اور کس وقت عمل میں آئی۔ یہی عمل تفتیشی افسر کی کیس ڈائری میں بھی دوہرایا جائے گا۔ پولیس کنٹرول روم میں بھی پچھلے بارہ گھنٹے کے اندر گرفتار لوگوں کی اپ ڈیٹ موجود ہونی چاہئے۔ آخر میں آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ کو تفتیش کے دوران جتنی جلدی ہو سکے ایک وکیل مہیا کرایا جائے۔ جہاں پر آپ کو قید رکھا گیا ہے اس جگہ کا علم آپ کے دوستوں اور رشتے داروں کو ہو، اور انہیں آپ سے ملنے کی اجازت ہو۔

80۔ کیا کوئی پولیس والا ہمیں قید کر کے رکھ سکتا ہے یا ہم جب چاہیں وہاں سے واپس آ سکتے ہیں؟

کوئی پولیس افسر آپ کو قید میں اس وقت تک نہیں رکھ سکتا، جب تک کہ آپ کو باقاعدہ طور پر گرفتار نہ کیا گیا ہو۔ اگر پولیس نے پوچھ تاچھ کے لیے آپ کے نام سمن جاری کیا ہے تو آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ پولیس کی معاونت کریں اور پوچھ تاچھ میں اس کی مدد کریں۔ لیکن پوچھ تاچھ سرعت کے ساتھ اور مؤثر ہونی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ تفتیش مسلسل اور مستقل جاری رہے۔ پولیس آپ کو غیر معینہ مدت تک تھانے میں انتظار نہیں کرا سکتی، ایسی صورت میں آپ جب چاہیں وہاں سے واپس آ سکتے ہیں۔

81۔ فرض کریں کہ پولیس آفیسر مجھے جانے نہیں دیتا ہے تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

اگر آپ کو باقاعدہ طور پر گرفتار نہیں کیا گیا ہے تو آپ کو آپ کی مرضی کے بغیر ایک لمحہ بھی قید کر کے رکھنا سنگین جرم ہے۔ اس طرح کی قید کو غیر قانونی حراست کہا جاتا ہے۔ اور آپ خود یا آپ کے خاندان کا کوئی فرد یا آپ کے دوست اس کی شکایت پولیس کے اعلی عہدیدار یا مجسٹریٹ سے بھی کر سکتے ہیں۔ خاص طور سے آپ فوری طور پر اپنے وکیل، خاندان کے کسی فرد یا دوست کے ذریعے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں مجسم پیش

کرنے کی پٹیشن (Habeas Corpus Petetion) داخل کر سکتے ہیں، اور آپ فوری طور پر اپنی رہائی کی مانگ کر سکتے ہیں۔

82۔ مجسم پیش کرنے (Habeas Corpus) سے کیا مراد ہے؟

یہ قدیم قانون ہے جس میں کہ طاقتور حکمراں کے ایجنٹوں سے عام عوام کو تحفظ دیا جاتا تھا۔ اس کے لفظی معنی ہیں مجسم پیش کرنا، یہ غیر قانونی حراست کے معاملے میں ایک مضبوط اور مؤثر علاج ہے۔ اس معاملے کو ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے اور کورٹ اس معاملے پر فوری طور پر عمل درآمد کرتی ہے۔ کورٹ کو جیسے ہی یہ درخواست ملتی ہے کہ کوئی انسان یا کوئی آدمی غائب ہے اور آخری بار پولیس حراست میں دیکھا گیا تھا، تو کورٹ فوری طور پر پولیس کو یہ حکم دیتی ہے کہ اس آدمی کو فوری طور پر عدالت کے سامنے پیش کیا جائے اور اگر اس کی حراست معقول نہیں ہے تو اس کو فوراً ہی رہا کیا جائے۔ اگر حراست غیر معقول اور غیر قانونی ہے تو عدالت مظلوم کو معاوضہ دینے کا بھی فیصلہ کر سکتی ہے۔

83۔ اگر کوئی آدمی غیر قانونی طریقے سے گرفتار کر لیا جائے اور مجھے یہ پتہ نہ ہو کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے تو کیا کوئی دوسرا راستہ بھی ہے جس کے ذریعے میں اس کا پتہ لگا سکوں؟

آپ اس آدمی کی موجودگی کی جانکاری حاصل کرنے کے لیے پولیس تھانے میں آر ٹی آئی درخواست ڈال سکتے ہیں۔ جبکہ یہ اطلاع ایک انسان کی زندگی اور اس کی آزادی کے متعلق ہے، اس لیے پولیس پر بھی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر تفصیلات سے آگاہ کرے۔

84۔ کیا کوئی پولیس افسر مجھے بنا کسی معقول وجہ کے گرفتار کر سکتا ہے؟

نہیں۔ پولیس اس وقت تک گرفتار نہیں کر سکتی جب تک کہ گرفتاری کے لیے معقول وجوہات موجود نہ ہوں۔ مثال کے طور پر کوئی آدمی جرم کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا جائے۔ گرفتاری کے لیے مضبوط شواہد ہونے چاہئیں۔ صرف اس وجہ سے کہ کسی نے کسی دوسرے کا نام ایف آئی آر میں لکھوا دیا ہو، تو یہ گرفتاری کا کوئی معقول سبب نہیں ہو سکتا۔ گرفتاری کے لیے کچھ اور ثبوت اور شواہد ہونے چاہئیں۔

دوسرا یہ کہ کسی آدمی پر ایسا جرم کرنے کا شبہہ ہو جس کی سزا سات سال ہے۔ تو پولیس افسر اسے تب تک گرفتار نہیں کر سکتا، جب تک کہ پولیس افسر خود یہ یقین نہ کر لے کہ اس شخص کو مزید جرم یا جرائم سے روکنے کے لیے یا ثبوتوں سے چھیڑ چھاڑ کو روکنے کے لیے گرفتار کرنا ضروری ہے۔ پولیس افسر چاہے گرفتاری کا فیصلہ کرے یا گرفتار نہ کرے، اُسے دونوں صورت میں تحریری تفصیل دینی ہوگی۔

85۔ اگر پولیس کو میرے اوپر کسی جرم کا شبہہ ہوتا ہے تو کیا وہ میرے خاندان کے کسی دوسرے فرد کو بھی گرفتار کرسکتی ہے؟

نہیں۔کسی ایک کے گناہ پر کوئی دوسرا سزا کا مستحق نہیں ہوسکتا، ہرانسان کا جرم یا اس کی بے گناہی اس کے انفرادی اعمال سے طے ہوتی ہے، نہ کہ اس کے کسی قریبی یا کسی رشتے دار سے جو کہ مشتبہ مجرم ہو۔کسی کی آزادی بغیر کسی مخصوص قانونی وجہ کے سلب نہیں کی جاسکتی۔

پولیس بارگیننگ کی نیت سے گھر کے کسی فرد کو یا دوستوں کو نہ تو ڈرادھمکا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں حراست میں لے سکتی ہے۔اس طرح سے کسی کو اغوا کرنا، غیرقانونی حراست کے زمرے کا ایک سنگین جرم ہے۔

کیس چاہے جتنا بھی مشکل ہو جسے کہ پولیس حل کرنے کی کوشش کررہی ہے، تو ایسی صورت میں پولیس مشتبہ کے اوپر کوئی غیرقانونی ایکشن نہیں لے سکتی، نہ ہی کوئی بیان دینے کے لیے اس پر دباؤ بنا سکتی ہے۔صرف ان ہی کو گرفتار کیا جاسکتا ہے جن کے بارے میں یہ طے ہو جائے کہ انہوں نے جرم کیا ہے اور اس کے لیے واجب وجوہات کا موجود ہونا ضروری ہے۔

86۔ کیا عورتوں کو گرفتار کرنے، ان کو حراست میں لینے اور حراست میں ان کے ساتھ برتاؤ کرنے کے لیے کچھ خاص قوانین ہیں؟

یقیناً ہیں! کسی بھی عورت کو غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے درمیان میں گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔الا یہ کہ اس کے لیے کوئی مضبوط وجہ موجود ہو، پھر بھی ایسی صورت میں پولیس کو مجسٹریٹ سے تحریری طور پر اجازت لینی ہوگی۔ اور مجسٹریٹ تب ہی اجازت دے سکتا ہے جب کہ وہ بتائی گئی وجوہات سے مطمئن ہوجائے۔گرفتاری کے موقع پر ایک خاتون پولیس افسر کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔عورتوں کو تھانے میں الگ حوالات میں رکھا جاتا ہے، اور کوئی بھی جانچ پڑتال یا جسمانی تلاشی یا تو خاتون پولیس افسر یا خاتون ڈاکٹر کے ذریعے کی جاتی ہے۔ پولیس افسران کے حق میں یہ بہتر ہوتا ہے کہ وہ ذاتی طور پر اس چیز کو یقینی بنائیں کہ عورتوں کی گرفتاری کی صورت میں تمام امور پر احتیاط سے عمل کیا گیا ہے اور ریکارڈ محفوظ کئے گئے ہیں، مثال کے طور پر اگر حراست میں کوئی عورت اپنے ساتھ زنا بالجبر ہونے کی شکایت کرتی ہے تو اسے فوراً قبول کرلیا جائے گا۔ جب تک کہ پولیس افسر یہ نہ ثابت کردے کہ ایسا نہیں ہوا ہے۔

87۔ بچوں کی گرفتاری کے سلسلے میں قانون کیا کہتا ہے؟

عام قوانین میں سات سال سے کم عمر کے بچوں کو کسی جرم میں مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا، اور اسی لیے انھیں پولیس

حراست میں نہیں لیا جاسکتا۔ جبکہ اٹھارہ سال تک کے بچوں کے سوال جواب، ان کی قیدورہائی، اور ضمانت کی کارروائی Juvenile Justice Act-2002 کے تحت کی جاتی ہے۔ ہر پولیس تھانے میں ایک Juvenile پولیس یونٹ ہونا لازمی ہے، جس کے افسران مخصوص ٹریننگ یافتہ ہوں۔ یہ افسران بچے کی بھلائی کے ذمہ دار ہوتے ہیں، جسے کی حراست میں نہیں رکھا جانا چاہئے۔ اس کے بجائے بچے کو فوری طور پر والدین کی ضمانت پر والدین کے سپرد کر دینا چاہئے۔ اگر والدین موجود نہ ہوں، اور اس بات کا خطرہ ہو کہ بچہ غلط صحبت میں چلا جائے گا، تو اسے فوری طور پر علاقائی اصلاح گھر بھیج دینا چاہئے۔ جہاں سے وہ Juvenile عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اصل اصول جو قوانین سے بچوں کے ساتھ الگ برتاؤ کرنے کی اپیل کرتا ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کے سلسلے میں تمام کارروائیاں بچہ دوست حکمت عملی کے تحت ہونی چاہئیں۔ جس کا مقصد بچے کی مکمل اصلاح ہونا چاہئے۔

88۔ اگر پولیس مجھے گرفتار کرتی ہے، تو کیا جب تک وہ چاہے مجھے قید رکھ سکتی ہے؟

ہرگز نہیں۔ چوبیس گھنٹہ وہ سب سے لمبی مدت ہے جس وقت تک پولیس تھانے میں کسی کو حراست میں رکھا جا سکتا ہے۔ یہی سب سے زیادہ ہے۔ چوبیس گھنٹے کے پہلے پہلے ہی پولیس کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ حراست میں لیے گئے آدمی کو اور اس کی گرفتاری کی وجوہات کو تحریری طور پر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرے۔

89۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو جمعہ کی رات میں گرفتار کر لیا جاتا ہے اور دوشنبہ تک حراست میں رکھا جاتا ہے؟

پولیس کی طرف سے اس طرح کے غیر قانونی معمولات پر یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ ہفتے کے آخر میں کوئی مجسٹریٹ موجود نہیں ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک مجسٹریٹ ایسا ہوتا ہے جو ہفتے کے سبھی دن اور ہر وقت دستیاب ہوتا ہے۔ ایک آدمی جس کی حراست کی چوبیس گھنٹے کی مدت ختم ہو رہی ہو، اور عدالت کا وقت بھی ختم ہو چکا ہو، تو ایسی صورت میں بھی اس آدمی کو مجسٹریٹ کے سامنے اس کے گھر پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ مجسٹریٹ مشتبہ کو اپنے سامنے پیش ہونے سے منع نہیں کر سکتا۔

90۔ مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں کہاں ہوں؟

قانون نے آپ کو سسٹم کی خرابیوں سے بچانے کے لیے بہت سارے تحفظاتی انتظامات کئے ہیں۔ پولیس کو آپ کی گرفتاری کے ساتھ ہی متعدد چیزوں پر عمل کرنا ہوتا ہے، گرفتاری کے ساتھ ہی گرفتاری کا ایک میمو تیار کرنا ہوتا ہے، اور

اسے مجسٹریٹ کے پاس بھیجنا ہوتا ہے۔ پولیس کو یہ یقینی بنانا ہوتا ہے کہ آپ کو پتہ چل سکے کہ آپ فوری طور پر ایک وکیل کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔ ذاتی طور پر یا قانونی امداد کے نظام سے۔ پولیس کو یہ بھی یقینی بنانا ہوتا ہے کہ آپ کے گھر کے افراد یا آپ کے ذریعے بتائے گئے کسی دوست کو آپ کی موجودہ جگہ کا علم ہو۔ قانون نے یہ تمام ضوابط پولیس کے ذریعے طاقت کے غلط استعمال کی روک تھام کے لیے طے کئے ہیں۔ اگر پولیس ان قوانین پر عمل نہیں کرتی ہے تو اسے عدالت کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔

اس کے علاوہ پولیس پر یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ ضلع کے پولیس کنٹرول روم کے باہر نوٹس بورڈ پر گرفتار کئے گئے لوگوں کے نام، ان کے پتے، اور انہیں گرفتار کرنے والے پولیس افسران کے نام اور ان کے عہدے کی اطلاع درج کرے۔ ہر صوبے میں عام عوام کی اطلاع کے لیے پولیس ہیڈکوارٹر کے کنٹرول روم میں ایک ڈیٹا بیس ہونا چاہئے جس میں گرفتار کئے گئے لوگوں اور ان کے جرائم کی تفصیلات موجود ہوں۔

91۔ میرے لیے گرفتاری کے میمو کی کیا حیثیت ہے؟

غیر قانونی حراست کے خلاف یہ ایک حفاظتی انتظام ہے۔ گرفتاری کے میمو میں آپ کا نام، گرفتاری کا وقت، اس کی تاریخ، اس کی جگہ اور گرفتاری کی وجوہات کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی ذکر ہوتا ہے کہ آپ کا جرم کیا ہے۔ میمو کے اوپر پولیس افسر، دو گواہوں اور آپ کی دستخط ہونی چاہئے۔ تاکہ اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ یہ تمام اقدامات سچے اور حقیقت کی بنیاد پر کئے گئے ہیں۔ اس میمو کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، اور جب مجسٹریٹ کے سامنے آپ کی پیشی ہوتی ہے تو مجسٹریٹ اسے دوبارہ چیک کرتا ہے۔ تاکہ یہ بات یقینی بنائی جا سکے کہ جو کچھ اس میمو میں لکھا گیا ہے وہ درست ہے۔ پولیس کو تفتیش کا بھی ایک میمو بنانا پڑتا ہے۔

92۔ تفتیشی میمو کیا ہوتا ہے؟

اس کے اندر گرفتاری کے وقت آپ کے جسمانی حالات کا مختصر ذکر ہوتا ہے، اس کے اندر آپ کے عام جسمانی حالات اور ہر چھوٹے بڑے زخم کو نوٹ کرنا ہوتا ہے۔ اس پر بھی آپ کی اور آپ کو گرفتار کرنے والے افسر کی دستخط ہوتی ہے اور اس کی ایک نقل آپ کو فراہم کی جاتی ہے۔ اس میمو اور گرفتاری کے میمو میں فرق یہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے آپ کو درخواست دینی پڑتی ہے۔ اگر آپ درخواست نہیں کرتے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ یہ عمل میں آئے۔ اس میمو کو تیار کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ حراست میں مار پیٹ یا تشدد نہ کیا جا سکے۔

لیکن اس بات کا واضح ذکر نہیں ملتا ہے کہ یہ جسمانی جانچ کس کے ذریعے کی جائے گی۔ اگر حراست میں لینے والا افسر خود یہ جانچ کر رہا ہے تو میمو کی یہ کارروائی بہت موثر نہیں ہوتی ہے۔ بہرحال مجسٹریٹ کے سامنے آپ کی پہلی پیشی کے وقت دیگر کاغذات کے ساتھ ایک معتبر ڈاکٹر کے ذریعے تیار کی گئی جسمانی جانچ کی رپورٹ بھی جمع کرنی ہوتی ہے۔ یہ لازمی ہوتا ہے کہ جب آپ کی مجسٹریٹ کے سامنے پہلی پیشی ہو رہی ہو تو ایک ڈاکٹر آپ کا جسمانی معائنہ کرے۔

93۔ اس بات کو یقینی کیسے بنایا جائے کہ ان سبھی باتوں کا علم مجھے ہو؟

قانون یہ کہتا ہے کہ پولیس کو یہ چاہئے کہ گرفتاری کے وقت وہ آپ کو آپ کے تمام حقوق سے آگاہ کرے۔ مزید یہ کہ ایک گائیڈ لائن جسے ڈی کے باسو گائیڈ لائن کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، جس کا وجود سپریم کورٹ کے ایک کیس کے ذریعے عمل میں آیا، اس میں یہ بات واضح طور سے کہی گئی ہے کہ قید سے متعلق تمام حقوق ہر تھانے اور چوکی میں بورڈ پر نشر ہونے چاہئیں۔

94۔ کیا کوئی پولیس افسر حراست میں مجھے مار سکتا ہے؟

نہیں۔ کسی بھی صورت میں کوئی پولیس افسر گرفتاری کے دوران نہ تو آپ کے ساتھ مار پیٹ کر سکتا ہے، نہ ہی آپ کو ڈرا دھمکا سکتا ہے۔ یہ سراسر قانون کے خلاف ہے اور ایسا کرنے پر پولیس والے کو سزا بھی ہو سکتی ہے۔

95۔ کیا کوئی پولیس افسر مجھے کسی طرح کا بیان دینے کے لیے مجبور کر سکتا ہے؟

نہیں۔ پولیس افسر کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ پوچھ تاچھ کر سکے، لیکن کسی بھی صورت میں وہ آپ کو ایسا بیان دینے کے لیے مجبور نہیں کر سکتا، جس کے سلسلے میں آپ کو کوئی خبر نہ ہو، یا کسی ایسے جرم کو قبول کرنے کے لیے دباؤ نہیں بنا سکتا جو کہ آپ نے کیا ہی نہ ہو۔ پولیس کے سامنے دیا گیا اقبالیہ بیان کبھی بھی عدالت میں قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔

96۔ کیا اتنی ساری پابندیوں کے ساتھ پولیس کسی مجرم کو گرفتار کرنے کا کام انجام دے سکتی ہے؟

پہلی بات یہ کہ کسی کو مجرم ثابت کرنا پولیس کا کام نہیں ہوتا ہے، پولیس کا کام صرف مشتبہ اور ملزم کو پکڑنا ہوتا ہے، پولیس ہرگز ایسا برتاؤ نہیں کر سکتی کہ پکڑا گیا انسان مجرم ہے اور نہ ہی پولیس کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کو سزا دے، یہ عدالت کا کام ہے۔ گرفتاری کے درمیان ہر آدمی کو غلط الزام اور غلط سلوک سے تحفظ دیا جاتا ہے اور اسی کے لیے یہ تمام پابندیاں ہیں۔ درحقیقت یہ پابندیاں نہیں ہیں بلکہ یہ مناسب اور منصفانہ اقدامات ہیں جن کو اس لیے عمل میں لایا جاتا ہے کہ ہر انسان کو عدالت کے سامنے بچاؤ کا ایک موقع فراہم کیا جا سکے۔

97۔ ملزم کے سلسلے میں تو بہت سارے حقوق ہیں! مظلوم کے سلسلے میں کیا کہا گیا ہے؟

اکثر لوگ یہ سوچتے ہیں کہ مظلوم کا پرسان حال کوئی نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حکومت کی پوری مشینری مظلوم کے لیے ہی کام کرتی ہے۔ یہ مظلوم کے لیے ہی ہوتا ہے کہ حکومت مجرم کی گرفت کا انتظام کرتی ہے۔ یہ مظلوم کے لیے ہی

ہوتا ہے کہ وہ عدالت میں بحث کے لیے استغاثہ کا انتظام کرتی ہے۔ یہ مظلوم کے حق میں ہی ہوتا ہے کہ حکومت مجرم کو سزا دیتی ہے۔ اور دراصل ملزم ہی تنہا ہوتا ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ مجرم ہو ہی نہ، اس لیے کسی ایک فرد کے خلاف حکومتی طاقت کے توازن کو برابر کرنے کے لیے جسے کہ اپنا تحفظ کرنا ہے، قانون اسے حفاظتی اقدامات کے طور پر یہ سہولت مہیا کراتا ہے کہ اسے عدالت کے سامنے اپنی بات رکھنے کے لیے مفت خدمات حاصل ہوں۔

98۔ کیا ہم پولیس سے ضمانت لے سکتے ہیں؟

ایسا ممکن ہے اگر آپ ایسے جرم کے تحت گرفتار کیے گئے ہوں جس میں ضمانت کی اجازت ہو، تو آپ پولیس سے ضمانت حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسے جرم میں گرفتار کیے گئے ہیں جس میں ضمانت کی اجازت ہی نہیں ہے تو کم ہی ایسے جرائم ہیں جن میں کسی پولیس تھانے کا تھانے دار آپ کو ضمانت دے سکتا ہے۔

99۔ کیا یہ جاننا اہم ہے کہ کون سے جرم ضمانتی ہیں اور کون سے غیر ضمانتی؟

بالکل۔ جو ضمانتی جرائم ہیں وہ کم سنگین ہیں، اور اس میں ضمانت حاصل کر پانا آپ کا حق ہے، اس طرح کے کیس میں آپ کو فوری طور پر پولیس سے ہی ضمانت مل سکتی ہے۔ غیر ضمانتی جرائم سنگین قسم کے جرائم ہوتے ہیں۔ اور ان میں ضمانت حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس طرح کے زیادہ تر جرائم میں صرف عدالت ہی ضمانت دے سکتی ہے۔ صرف کچھ ایسے ہیں جن میں پولیس بھی ضمانت دے سکتی ہے۔

100۔ اگر ہم غیر ضمانتی جرم میں ملزم بنتے ہیں تو کیا ضمانت حاصل کرنا ہمارے لیے ناممکن ہے؟

نہیں، ضروری نہیں ہے۔ غیر ضمانتی جرائم میں بھی آپ کو ضمانت مل سکتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو عدالت کے سامنے ضمانت کی درخواست پیش کرنی ہوتی ہے۔ عدالت معاملے کی سنگینی اور نزاکت پر غور کرتی ہے، اس پر بھی غور کیا جاتا ہے کہ آپ ضمانت پر رہا ہونے کے بعد کہیں بھاگ نہ جائیں یا گواہوں کو ڈرائیں دھمکائیں، یا ثبوتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کریں۔ اگر کورٹ کو ایسا لگتا ہے کہ مندرجہ بالا چیزوں میں سے آپ کچھ بھی نہیں کریں گے تو عدالت آپ کو ضمانت دے دے گی۔

101۔ کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب ہم آزاد ہو گئے؟

نہیں، آپ پر پھر بھی مقدمہ چلے گا، جس کے دوران عدالت آپ کے گناہ گار ہونے یا آپ کی بے گناہی کا فیصلہ کرے گی۔

پولیس عہدیداروں کی پہچان کے نشان

ڈائرکٹر جنرل آف پولیس
(ڈی جی پی)

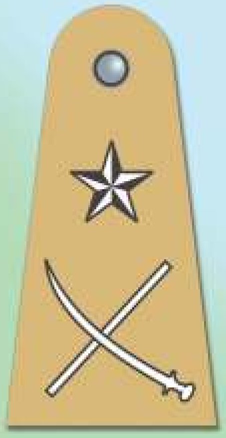

انسپکٹر جنرل آف پولیس
(آئی جی پی)

ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس
(ڈی آئی جی)

سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
(ایس ایس پی)

سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
(ایس پی)

ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
(ایڈیشنل ایس پی)

پولیس عہدیداروں کی پہچان کے نشان

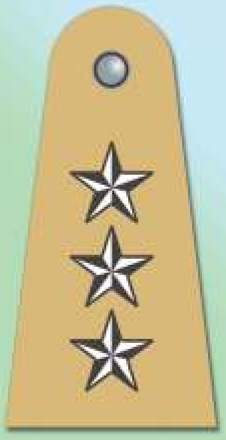

اسسٹنٹ/ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
(اے ایس پی/ڈپٹی ایس پی)

انسپکٹر (آئی پی)

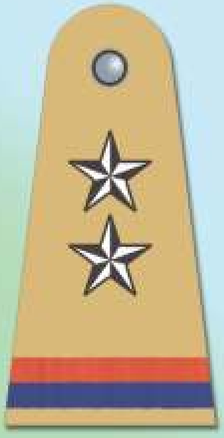

سب انسپکٹر
(ایس آئی)

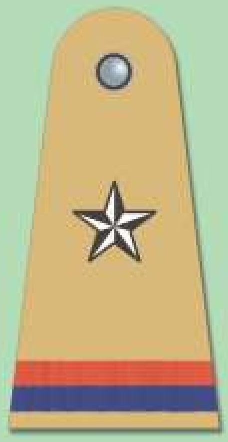

اسسٹنٹ سب انسپکٹر
(اے ایس آئی)

ہیڈ کانسٹیبل
(ایچ سی)

سی ایچ آر آئی پروگرام

سی ایچ آر آئی اس عزم کی بنیاد پر کام کرتی ہے کہ انسانی زندگیوں میں حقوق انسانی، جمہوریت اور ترقی جیسی چیزوں کو یقینی بنانے کے لیے اعلیٰ اقدار، جوابدہی کا عملی نظام اور دولت مشترکہ کے ممبران ممالک کی عملی شرکت ضروری ہے۔اسی سلسلے میں حقوق انسانی پروگرام کو فروغ دینے کے لیے سی ایچ آر آئی معلومات کی فراہمی اور انصاف کے حصول کی وکالت کرتی ہے۔سی ایچ آر آئی یہ کام ریسرچ، مطبوعات، ورک شاپ، اور معلومات کی فراہمی کے ذریعے کرتی ہے۔

حقوق انسانی کا فروغ

سی ایچ آر آئی اس سلسلے میں دولت مشترکہ کے افسران اور ممبر حکومتوں کو مسلسل مشورے دیتی رہتی ہے، سی ایچ آر آئی وقتاً فوقتاً حقائق کی دریافت کی مہم چلاتی رہتی ہے، اور 1995 سے اب تک اس نے نائیجریا، زامبیا، فیجی، اور سیرالیون میں اپنے ایسے کئی مشن بھیجے ہیں۔سی ایچ آر آئی دولت مشترکہ کے حقوق انسانی نیٹ ورک کے ساتھ مل کر بھی کام کرتی ہے۔اور اس کے ذریعے باہم ایک مضبوط گروپ تیار ہوتا ہے جو حقوق انسانی کے فروغ کے لیے کام کرتا ہے۔سی ایچ آر آئی کی میڈیا یونٹ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کام کرتی ہے کہ حقوق انسانی سے متعلق معاملات میں عوام کی ذہن سازی ہوتی رہے۔

معلومات کی فراہمی

سی ایچ آر آئی حکومتوں اور عام سوسائٹی کو اس کے لیے ابھارتی ہے، مضبوط قوانین کے سہارے ایک تکنیکی ماہر کے طور پر کام کرتی ہے، اور صاف ستھرے نظام کو لاگو کرنے کے لیے شرکاء کی مدد کرتی ہے۔سی ایچ آر آئی علاقائی گروپوں اور افسران کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے، حکومت اور عام سوسائٹی کی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور قانون سازی کرنے والوں کے ساتھ مل کر اس کی وکالت کرتی ہے۔سی ایچ آر آئی ساؤتھ ایشیا میں سرگرم ہے، موجودہ وقت میں ہندوستان میں قومی قانون کی ایک کامیاب مہم کی معاونت کررہی ہے؛ افریقہ میں قانون بنانے میں مدد کرتی ہے اور مشورے دیتی ہے، اور یہ پیسفک (Pacific) علاقے میں علاقائی اور قومی تنظیموں کے ساتھ مل کر قانون میں دلچسپی بڑھانے کے لیے کام کرتی ہے، اور انہیں قوانین کے بہترین نفاذ کے لیے ابھارتی ہے۔

ایف آئی آر

انصاف کی فراہمی:

پولیس نظام کی اصلاح:

اکثر ممالک میں پولیس کو شہریوں کے حقوق کے محافظ کے بجائے ان کا استحصال کرنے والے حکومتی آلہ کار کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔نتیجتاً شہریوں کے حقوق کا استحصال ہوتا ہے، اور انہیں انصاف نہیں مل پاتا۔سی ایچ آر آئی پولیس نظام کی سلسلہ وار اصلاح کی وکالت کرتی ہے تاکہ پولیس قانون کے محافظ کے طور پر کام کرے، بجائے اس کے کہ موجودہ حکومت کے آلہ کار کے طور پر کام کرے۔ہندوستان میں سی ایچ آر آئی پولیس نظام کی اصلاح کے لیے عوامی بیداری کا کام کررہی ہے۔مشرقی افریقہ اور گھانا میں سی ایچ آر آئی پولیس نظام اور اس میں سیاسی مداخلت کی جانچ کررہی ہے۔

جیل نظام کی اصلاح

سی ایچ آر آئی جیل کے روایتی بند نظام کو شفاف بنانے اور اس میں رائج غلط طریقوں کو اجاگر کرنے کا عندیہ رکھتی ہے۔اس کے تحت ایک بڑا کام قانونی نظام کی ناکامی کو اجاگر کرنا ہے جس کے نتیجے میں جیلیں ضرورت سے زیادہ بھر گئی ہیں۔اور غیر دانستہ طور پر لوگوں کو مقدمہ شروع ہونے سے پہلے لمبے وقت تک قید رکھا جاتا ہے۔اور جیل میں معینہ مدت سے زیادہ بھی قید رکھا جاتا ہے، اور ساتھ ساتھ ان تمام مسائل کے حل کے لیے مداخلت بھی کرتی ہے۔سی ایچ آر آئی کی توجہ کا ایک اور مرکز جیل کا نگرانی نظام ہے، جو کہ پورے طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ہمارا یہ یقین ہے کہ ان امور پر توجہ دینے سے جیل کے انتظامی سسٹم میں سدھار آئے گا، اور انتظامیہ سے لے کر عدلیہ تک اس کا برابر اثر پڑے گا۔

بچوں کی ایک کتاب
بڑوں کے سیکھنے کے لیے

فریڈرک ناؤمن اسٹفٹنگ کی معاونت سے شائع کی گئی

یو ایس او ہاؤس، 6، اسپیشل انسٹی ٹیوشنل ایریا، نئی دہلی۔ 110067۔ بھارت
فون نمبر: +91-11-26862064 یا +91-11-26863846 فیکس: +91-11-26862042
www.southasia.fnst.org, www.stiftung-freiheit.org

بھارت کے لیے یورپین یونین کا وفد
49، سندر نگر، نئی دہلی۔ 110003
فون نمبر: +91-11-42195219
فیکس: +91-11-41507206, 07
ویب سائٹ: http://eeas.europa.eu.delegations/ondia/index_en.htm

یہ دستاویز یورپین یونین کی مالی اعانت سے تیار کیا گیا ہے، یورپین یونین 27 ممبر ممالک پر مشتمل ہے، جس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی معلومات، ذرائع اور اختیارات کو بتدریج مربوط کرنے کا کام کرے گی۔ پچاس سال کے طویل عرصے میں یورپین یونین نے اپنے علاقے میں استحکام، جمہوریت، اور پائیدار ترقی کو یقینی بنایا ہے، ساتھ ہی ساتھ ثقافتی انفرادیت، رواداری، اور انفرادی آزادی کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ یورپین یونین اپنی ان تمام کامیابیوں، ترقیوں اور اپنے اقدار کو اپنے حدود کے باہر بھی مختلف ممالک اور لوگوں تک پہنچانے کی خواہش مند ہے۔

اس رپورٹ کے مشمولات کی پوری ذمہ داری سی ایچ آر آئی کی ہے، اور کسی بھی صورت میں اس کی ذمہ داری یورپین یونین پر عائد نہیں ہوگی۔

کامن ویلتھ ہیومن رائٹس انیشیٹیو

55A, Third Floor, Siddharth Chambers, Kalu Sarai, New Delhi 110 016, INDIA
Tel: +91-11-4318-0200, 4318-0201
Fax: +91-11-4618-0217
info@humanrightsinitiative.org; www.humanrightsinitiative.org